جامعہ عثمانیہ پشاور کا ترجمان

وَالْعَصْرِ ۝ إِنَّ الْإِنسَانَ لَفِي خُسْرٍ ۝

ماهنامه

العصر

پشاور پاکستان

فروری 1999ء شوال 1419

مُدیرِ مسئول

مُفتی غلام الرحمٰن

العصر اور آپ کی ذمہ داری

جن حضرات کی رکنیت کا ایک سال پورا ہو رہا ہے۔ ان سے درخواست ہے کہ نئے سال کے لیے اپنا چندہ مبلغ =/80 (اسی روپے) سالانہ مقامی نمائندگان کے ذریعہ یا بذریعہ منی آرڈر دفتر ماہنامہ العصر کو بھیج دیں تاکہ اس کمر توڑ مہنگائی۔ ناموافق فضا اور ابتدائی حالات کے ہوتے ہوئے العصر اپنا خوشگوار سفر جاری و ساری رکھ سکے۔

چندہ کے اختتام پر اطلاع دینے کے باوجود کسی رکن کی طرف سے زرتعاون موصول نہ ہونے پر وی۔ پی) بھیجا جائے گا۔ جس کا وصول کرنا رکن کا اخلاقی اور مذہبی فریضہ ہے۔

ادارہ العصر کے نمائندگان حضرات

1- خان بادشاہ :- سٹور سپروائزر چراٹ سیمنٹ فیکٹری پوسٹ بکس 28 ضلع نوشہرہ
2- مولانا فصیح الرحمان صاحب :- 229/A بلاک اے شیرشاہ کالونی کراچی 28
3- مولانا مفتی محمد کمیں :- منیر برادرز نیو روڈ منگورہ سوات
4- مولانا ضیاء الرحمان :- حبیب جنرل سٹور جان مارکیٹ دوبندی بازار جہانگیرہ ضلع نوشہرہ
5- شاہ نواز صاحب :- گاؤں باندہ منیر خان ڈاک خانہ سرائے نعمت خان ضلع ہری پور ہزارہ
6- حمید خان و ظاہر شاہ :- پاکستان ٹوبیکو کمپنی اکوڑہ خٹک ریڈ شفٹ خوشحال گروپ ضلع نوشہرہ۔
7- مولانا شمشاد علی صاحب :- ناظم اعلیٰ دارالعلوم سعیدیہ لوگی ضلع مانسہرہ۔
8- قاضی محمد طیب :- مقام عمرزئی ضلع چارسدہ
9- جناب غنی الرحمان :- غنی فوٹو سٹیٹ مل روڈ مردان
10- مولانا خلیل اللہ حقانی :- مقام روپ کئی تحصیل الائی ضلع بٹ گرام
11- مولانا خواجہ عبدالماجد صدیقی :- خانیوال ایک مینار والی مسجد
12- مولانا مفتی محمد زرین شاکر خطیب جامع مسجد صدیق اکبر محلہ پٹھان خیر آباد
13- حاجی محمد حسین - حسین انٹرپرائزز ڈھیری باغبانان پشاور
14- مفتی دلبر شاہ - مدرسہ عربیہ اظہار الاسلام پنڈی روڈ چکوال
15- قاری ولی اللہ - خطیب (پی ٹی وی) پشاور

اے بی سی آڈٹ بیورو سرکولیشن کی مصدقہ اشاعت

جامعہ عثمانیہ پشاور کا ترجمان

ماہنامہ العصر پشاور

مجلس ادارت
مدیر مسؤل
مفتی غلام الرحمٰن
نائب مدیر
مولانا ذاکر حسن نعمانی

مجلس مشاورت
مولانا حسین احمد
مفتی نجم الرحمٰن

قانونی مشیر
جناب نثار خان ایڈووکیٹ

جلد نمبر ۵ شمارہ ۲

رابطہ فون دفتر نمبر
۰۹۱-۲۷۳۵۶۱
پوسٹ بکس نمبر ۱۲۰۹ پشاور صدر۔ صوبہ سرحد پاکستان

فروری 1999ء شوال 1419

زیر سرپرستی حضرت مولانا سید شیر علی شاہ زید مجدھم حضرت مولانا حکیم لطف الرحمٰن صاحب زید مجدھم

قیمت-/10روپے

فہرست مضامین

سپرپاور کا سپر کارنامہ	اداریہ	2
محاسن القرآن	مفتی غلام الرحمٰن	5
دارالافتاء	مفتی غلام الرحمٰن	10
معاشی جدوجہد اسلامی تعلیمات کے تناظر میں	ڈاکٹر رشید فاروق	15
اعمال کی قدر و قیمت میں اضافے کا سبب		29
کفار کے حربوں کے خلاف عالم اسلام کی جہادی معیشت اور تجاویز	مفتی ذاکر حسن	36
انتقال پر ملال	مفتی ذاکر حسن	47

پبلشر و دفتر مفتی غلام الرحمان نے وحدت پرنٹنگ پریس خیبر بازار پشاور سے چھپوا کر دفتر ماہنامہ العصر جامعہ عثمانیہ عثمانیہ کالونی نوتھیہ روڈ پشاور صدر سے شائع کیا

بدل اشتراک فی پرچہ ۱۰روپے / سالانہ اندرون ملک ۱۰۰روپے بیرون ملک ۲۰ ڈالر کی قیمت

Scanned with CamScanner

صدائے عصر

مدیر مسئول

سپر پاور کا سپر کارنامہ !!!

1999ء فروری کے دوسرے عشرہ میں امریکہ کے ایوان بالا نے " مونیکا لیونسکی سیکس سکینڈل سے پیدا ہونے والے الزامات سے رنگیلے کلنٹن کو بری قرر دیا - صدر خلاف دروغ گوئی کے الزام پر سینٹ میں رائے شماری کی گئی - 55 ارکان نے مخالفت 45 نے حمایت میں ووٹ ڈالا - صدر کو معزول کرنے کے لئے مقررہ ووٹ نہ ملنے کی سے کلنٹن کو اپنے منصب پر باقی مدت رہنے کا موقع ملا - یوں سال سے زائد دن بھلا والے ڈرامے کا سین آپ ہوا معلوم نہیں کہ " کلنٹن مونیکا " کی داستان کسی نفس الامری واقعہ کی کارگزاری تھی یا کسی تخیل اور معاشرتی کردار کا نمونہ تھا جس میں صدر پارلیمینٹ اور ہر بالائی افسر کو فلم بندی میں اپنے اپنے کردار دکھانے کا موقع ملا - کیونکہ پر منصفانہ نظر ڈالنے سے اندازہ ہوتا ہے کہ اس میں واقعاتی پہلو بہت اور تخیلاتی عناصر زیادہ ہیں - یہ ایک فلم ہے جس میں رنگیلا صدر خود کو ایک بحران سے نکالنے کہاں تک کامیاب ہوتا ہے اور حقوق انسانی کے علمبرداروں کا بھرم کس طرح پھولتا ہے کیسا فیصلہ ہے؟ جہاں اصل واقعہ پس منظر میں جا کر نظروں سے مخفی رہتا ہے اور کچھ واقعات کا سہارا لے کر مجرم کو برات کی سند دی جاتی ہے - شاید یہ بھی یورپ کی تہذیب ثقافت کا حصہ ہے جہاں مظلوم کو ظالم اور ظالم کو مظلوم ٹھہرانا کوئی مشکل نہیں -

میخانہ یورپ کے دستور نرالے ہیں
لاتے ہیں سرور اول دیتے شراب آخر

عجیب معاشرہ ہے - جہاں درندگی، بد کرداری، خونخواری اور ظلم سے انسا

کی قیمت گھٹتی نہیں بلکہ اور بڑھتی ہے چنانچہ ایک اخباری بیان کے مطابق مونیکا کی دعویداری سے کلنٹن کی مقبولیت میں کمی کی بجائے اضافہ سے سرشار ہوئی - اگر امریکی قانون میں تیسری بار صدارت کی گنجائش ہوتی تو یقیناً" اس اخلاقی کمزوری کی وجہ سے بھاری اکثریت سے کامیاب ہونا کلنٹن کا مقدر ہوتا -

معاملہ جو کچھ بھی ہو - " کلنٹن مونیکا " کیس یورپ کے معاشرہ کی عکاسی کے لئے کافی ہے - یہ اس معاشرہ کی کارستانی ہے جو دنیا کو انصاف سکھاتا ہے اور احیاء حقوق کا علمبردار ہے - اگرچہ ایوان نمائندگان نے یہ کہہ کر جان چھڑالی کہ یہ کلنٹن کا ذاتی معاملہ ہے جو منصب صدارت سے منافی نہیں لیکن کیا اس میں ملک کے ایک ذمہ دار شخص کے ہاتھ سے قوم کی ایک عورت کی عزت پامال نہیں ہوئی - یورپی زبان میں کیا اس سے ایک عورت کی حق تلفی نہیں ہوئی او رصدر اس جرم کے ارتکاب کا اقرار کرکے مجرم نہیں ٹھہرا؟ یہ صرف " میونیکا " نہیں بلکہ یورپی معاشرہ کی کئی لڑکیاں بغیر شادی کے ماں بننے پر رو رہی ہیں -

صنف نازک کے حقوق کا سبق دیتے ہوئے خود عورت سے کیا رویہ رکھتے ہیں - امریکہ کا معاشرہ ایسے ناگفتہ واقعات سے بھرا پڑا ہے - چنانچہ خود امریکی سینٹ کی عدالتی کمیٹی کے چیئرمین " جوسپ بڈن " نے اپنی ایک رپورٹ میں یہ انکشاف کیا ہے کہ امریکی خواتین پر ظلم کی انتہا ہو چکی ہے او اس ظلم سے کوئی بھی امریکی خاتون نہیں بچی - رپورٹ کے مطابق صرف 1991ء میں گیارہ لاکھ خواتین پر تشدد کے حملے ہوئے اور ہر ہفتہ دو ہزار خواتین سے زیادتی کی گئی - صرف یہ نہیں بلکہ دو ہزار خواتین سے پھر نوے خواتین کو زنا بالجبر کا نشانہ بنانے کے بعد قتل کردیا جاتا ہے - کمیٹی کے چیئرمین کے مطابق یہ صرف ان واقعات کا ذکر ہے جو تھانوں یا عدالتوں تک پہنچتے ہیں - ورنہ بے شمار واقعات ایسے ہیں جن کا اندراج نہیں جبکہ باہمی رضا مندی کے واقعات لا تعداد ہیں -اس کے باوجود بھی بعض نادان امریکہ معاشرہ کے بھوکے ہیں اور اس کے اپنانے کے لئے رات و دن ایک کئے ہوئے ہیں

بد قسمتی سے یورپ نے عورت کو اس کا جائز مقام دینے کے بجائے اس
معاشرہ کا کھلونا سمجھا - وہ اپنی خواہشات کی تکمیل کے لئے عورت کو زندگی کے ا
میدان میں گھسیٹ کر لے گئے - جس سے اس کی زندگی تباہ ہوئی - یورپ عورت
صرف بیوی کی نظر سے دیکھتا ہے - جس سے صرف اور صرف مرد کی جنسی خواہ
پوری ہوتی ہے - حالانکہ یہ عورت کی ایک کیٹگری ہے - ورنہ عورت ماں بھی ہ
جس کی شفقت و محبت مثالی ہے - عورت بیٹی ہے اور بہن بھی - یہ مقدس رشت
عورت کے مقام کا تعین کرتے ہیں اور اس کو زندگی میں باعزت مقام دلاتے ہیں
محسن انسانیت حضرت رسول اللہ ﷺ نے عورت کو دنیا کا گراں قدر سرمایہ قرا
دیا - جس سے دنیا کی گاڑی رواں دواں ہے - آپ ﷺ نے فرمایا - دنیا
بہترین متاع نیک بخت عورت ہے -

" مونیکا لیونسکی " شاید اس میدان میں اکیلی نہیں - صدر کلنٹن
صدارت کے مقام تک پہنچنے میں کتنی " مونیکا " اس کی عیاشی کے شکار ہوں - ا
ہی یورپ کے معاشرہ میں صرف کلنٹن نہیں بلکہ سب کے سب اس حمام م
ننگے ہیں - سپاہی سے لے کر چیف ایگزیکٹو تک تمام کے تمام کلنٹن سے دو قد
آگے ہیں - ایسے ننگے معاشرہ میں ایسی معتاد حرکت پر افسوس کرنا کوئی معنی نہیں رک
لیکن افسوس ناک پہلو یہ ہے کہ دنیا کی نظروں سے چھپانے کے لئے مونیکا لیون
کے جرائم کے سیاہ دھبوں کو عراق کے مظلوم عوام یا سوڈان کے مسلمانوں کے ج
مقدس خون سے دھونے کی مذموم کوشش کی گئی وہ ناقابل معافی جرم ہے - کلنٹ
ہو یا جارج بش جس نے بھی جب کوئی جرم کیا تو اس کو مسلمانوں کے ارزاں خو
میں چھپانے کی کوشش کی گئی - آج اسامہ کو اپنے جرائم چھپانے کے لئے بطور ڈھا
استعمال کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے - معلوم نہیں کہ آئندہ وقت میں یہ حربہ ک
بد اعمالیوں کو چھپانے کا ذریعہ ثابت ہوگا اور اس سے کن کن کا خون گرے گا - ا
سے بڑھ کر افسوس ناک پہلو یہ ہے کہ ایسے بد کردار لوگوں کے شکنجے میں پوری
جکڑی ہوئی ہے اور ان کی مرضی کے بغیر منہ میں نوالا ڈالنے کی طاقت نہیں رکھ

حکومتوں کے نصب و عزل کے فیصلے ان کے ہاتھوں میں ہیں - آئے دن لوگوں کو اپنے جال میں پھنسانے کے لئے نت نئے قوانین بنائے جا رہے ہیں لیکن مسلمان قوم خواب غفلت میں گرفتار ہو کر جاگنے کا نام نہیں لیتی -

والعصر ان الانسان لفی خسر

عنہم الرحمٰن عفی عنہ

۱۴۱۹/۱۱/۶ھ -

سنہری موقعہ

جامعہ کے کتب خانہ کے لئے علوم حدیث کی کتابیں خرید کر ثواب کمایئے -

درجہ تخصص فی الفقہ الاسلامی والافتاء

Specialization in

Fiqa- Islami & Ifta

کے طلباء کے لئے تحقیق و ریسرچ کے مراحل میں مراجع و ماخذ کی دستیابی میں مشکلات اور خود جامعہ کی ضروریات کو مد نظر رکھتے ہوئے جامعہ نے گذشتہ سال کی طرح سال رواں کو بطور "عام الحدیث" اپنانے کا فیصلہ کیا ہے - یعنی اس سال علوم حدیث کی کتابیں خریدی جائیں گی - اس کے لئے سالانہ بجٹ میں ایک لاکھ پچاس ہزار روپے مختص کرنے کا فیصلہ ہوا ہے -

اللہ تعالیٰ کرے کہ آپ کی حلال آمدنی میں اپنے کسی بزرگ کے ایصال ثواب یا خود اپنے لئے سرمایہ آخرت کے طور پر کچھ رقم مختص کر کے جامعہ کے لئے حدیث کی کتابیں خریدیں - آپ کتابیں خرید سکتے ہیں یا رقم بھیج کر ہمیں کتابیں خریدنے کا موقعہ دے سکتے ہیں -

دفتر اہتمام جامعہ عثمانیہ پشاور

Scanned with CamScanner

محاسن القرآن

وَاِذَا لَقُوا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قَالُوْا اٰمَنَّا - وَاِذَا خَلَوْا اِلٰى شَيٰطِيْنِهِمْ قَالُوْا اِنَّا مَعَكُمْ اِنَّمَا نَحْنُ مُسْتَهْزِءُوْنَ ○ اَللّٰهُ يَسْتَهْزِئُ بِهِمْ وَ يَمُدُّهُمْ فِيْ طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ ○

ترجمہ :- اور جب ملاقات کرتے ہیں مسلمانوں سے تو کہتے ہیں ہم ایمان لے آئے ہیں اور جب تنہا ہوتے ہیں اپنے شیطانوں کے پاس تو کہتے ہیں کہ بے شک ہم تمہارے ساتھ ہیں ہم تو (مسلمانوں سے) ہنسی کرتے ہیں - اللہ تعالیٰ ہنسی کرتا ہے ان سے اور ترقی دیتا ہے ان کو ان کی سرکشی میں (اور ان کی) حالت یہ ہے کہ وہ عقل کے اندھے ہیں -

محاسن :- منافقین کے کردار کی تیسری شق " دو رنگی " سے قرآن پردہ اٹھا رہا ہے - اسلامی معاشرہ میں رہتے ہوئے منافقین نے مذموم کردار کی وجہ سے اعتماد کے لئے کوئی جگہ باقی نہیں رکھی - ان کی حالت یہ تھی کہ وہ ہر کسی کو اعتماد دلاتے رہے - لیکن یہی وہ بچگانہ حرکت تھی جس کی وجہ سے وہ اعتماد کھو بیٹھے - مسلمانوں سے جب کبھی ان کی ملاقات ہوتی تو ایمان لانے کے پکے دعوے کرتے لیکن جب نظریاتی اکابرین کی محفل و مجلس میں اکٹھے ہوتے تو ان کے ساتھ رہنے کے اقرار میں کوئی جھجک محسوس نہیں کرتے - دلی طور پر ان کا تعلق کفار سے تھا اس لئے ہم مشرب کے سامنے مسلمانوں سے تعلق رکھنے کے لئے عذر بیان کرتے کہ ہم تو مسلمانوں کے ساتھ استہزاء کرنے والے ہیں' ہم دل سے ان کے ساتھ نہیں وہ سادہ لوح لوگ ہیں تمسخر کو بھی حقیقت سمجھتے ہیں - ہم تو تمہارے ہم رکاب اور ہم سفر ہیں - قرآن نے مسلمانوں کے ساتھ تمسخر کا جواب دیتے ہوئے کہا اللہ تعالیٰ ان لوگوں سے تمسخر کرتے ہیں اور ان کو گمراہی اور بے دینی میں ڈھیل دیتے ہیں - ان کی اندرونی حالت یہ ہے

کہ عقل کے اندھے ہیں اپنے انجام اور کردار کے نتیجہ سے بے خبر ہیں -
منافقین کے دوغلے پن کردار کی بنیادی وجہ مفادات کا تحفظ تھا - اسلام کے غلبہ اور مسلمانوں کی ایک طاقت بننے کی وجہ سے منافقین کے بہت سارے مفادات مسلمانوں سے وابستہ تھے - مفادات کی جنگ پر لوگ لڑ رہے تھے جہاں کہیں ان کو مفادات کا تحفظ نظر آتا وہاں تک پہنچنے کی کوشش کرتے - مسلمانوں سے ہم آہنگی اور رفاقت میں ان کی اور ان کے بال بچوں کی جان محفوظ رہتی کیونکہ کلمہ توحید کے اقرار میں جان و مال کے تحفظ کی ضمانت تھی - کلمہ توحید کا پڑھنا مسلمانوں کے ساتھ جوڑنے کا واحد ذریعہ تھا - اس لئے یہ لوگ مسلمانوں سے کسی دوسرے تعلق یا رشتہ کا اعتماد کبھی نہیں دلاتے بلکہ " امنا " کہہ کر معاہدہ کی تجدید کرتے تھے - جبکہ اس کے مقابلہ میں کفار کے ساتھ تعلق جوڑنے کے متعدد ذرائع تھے اس لئے ان کو اعتماد دلاتے وقت " انا معکم " یعنی ہم تمہارے ساتھ ہیں - سے اعتماد دلاتے رہے - منافقین کے اس متضاد کردار کے مطالعہ سے اندازہ ہوتا ہے کہ مسلمانوں کو اعتماد دلاتے وقت کفار سے روابط رکھنے پر کسی معذرت کی ضرورت نہیں تھی لیکن کفار کے ساتھ سفر کرنے کے لئے مسلمانوں کے ساتھ تعلق رکھنے پر معذرت پیش کرنا ضروری تھا - کیونکہ اسلام میں وسعت ظرفی کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی تمام مخلوق سے صرف تعلق رکھنا نہیں بلکہ اس سے احسان کرنا بھی مسلمان کا فریضہ منصبی ہے - ہاں دلی تعلق مسلمان کو چھوڑ کر کسی دوسرے مذہب والوں سے رکھنا جائز نہیں - لیکن اس کے مقابلہ میں کفار کے ہاں بڑی تنگ نظری پائی جاتی ہے - مسلمانوں سے اٹھنا بیٹھنا گوارا نہیں کرتے اس لئے وہاں پر معذرت خواہی کا لہجہ اپنانا پڑا کہ ہم مسلمانوں سے بطور تمسخر تعلق رکھتے ہیں -
اگرچہ واقعی یہ ایک حقیقت تھی کہ مسلمانوں سے ان کے تعلقات حقیقت

پر مبنی نہیں تھے لیکن پھر بھی منافقین کا یہ گمان غلط تھا کہ ہم مسلمانوں سے تمسخر کر رہے ہیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا - خود یہ لوگ میرے تمسخر کے شکار ہیں - اسلام کی روزمرہ ترقی اور محیر العقول ترقی کو دیکھتے ہوئے مسلمانوں کی محفل و مجلس میں اٹھتے بیٹھتے ہیں - پھر بھی یہ لوگ ایمان سے محروم رہے اور زندگی کا یہ طویل سفر ان کی بے عقلی میں جاری و ساری ہے - لیکن پھر بھی یہ لوگ اس حقیقت سے نابلد ہیں ان لوگوں کو ایمان کی توفیق نہ دینا ان سے تمسخر ہے

اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ان لوگوں سے تمسخر ان کے بد اعمالیوں کی سزا ہے - اس لئے " ویمدھم فی طغیانھم یعمھون " درحقیقت گزشتہ جملہ کا بیان ہے -

صحابہ کی عظمت

اس آیت سے صحابہؓ کی عظمت نمایاں ہے - جب منافقین نے مسلمانوں کے ساتھ تحقیر آمیز رویہ اختیار کرتے ہوئے ان کے ساتھ تعلق کو " تمسخر " سے تعبیر کیا تو اللہ تعالیٰ کے دربار میں حضرت رسول اللہ ﷺ کے رفقاء کا یہ مقام تھا کہ ان کی طرف سے اللہ تعالیٰ نے جواب دیا کہ یہ لوگ جب مومنین سے تمسخر کرتے ہیں میں ان سے تمسخر کرتا ہوں - عملاً" بھی منافقین کو ایمان کی توفیق نہ بخشا تمسخر ہے اور ہدایت کا مادہ سلب کرنا

درحقیقت حضرت رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرامؓ سے دشمنی کی وجہ سے ہے -

- اولئک الذین اشتروا الضلالة بالھدیٰ - فما ربحت تجارتھم وما کانوا مھتدین ○

ترجمہ :-

یہ وہی لوگ ہیں جنہوں نے مول لی گمراہی ہدایت کے بدلے سو نافع نہ ہوئی ان کی سوداگری اور نہ ہوئے راہ پانے والے -

محاسن :- اس آیت میں منافقین کی فہم و دانش اور عقل مندی کو پرکھا جا رہا ہے - اگرچہ یہ لوگ اپنے آپ کو عقل کل سمجھ رہے ہیں اور دنیا کے " اولو الالباب " یعنی عقل مند صحابہ کرام کو سادہ لوح سمجھ رہے ہیں لیکن آئیں ان کی حالت کا ذرا جائزہ لیں ان کا عقل کہاں تک کام کر رہا ہے؟ یہ لوگ اسلام کا مطالعہ بہت قریب سے کر چکے ہیں - صحابہ کرامؓ کے ساتھ ایک محفل و مجلس میں رہ چکے ہیں

یہ لوگ حضرت رسول اللہ ﷺ کے دربار میں ایک بار نہیں بلکہ کئی بار شریک ہوئے ہیں - اسلام سے کئی مفادات حاصل کر چکے ہیں - چاہئے تھا کہ یہ لوگ اخلاص کے ساتھ ایمان لاتے لیکن پھر بھی ان لوگوں نے ہدایت چھوڑ کر گمراہی اپنا لی - اگرچہ خوش فہمی کے شکار ہو کر یہ لوگ اس کو سود مند معاملہ سمجھتے ہیں اور خوش ہوتے ہیں کہ ہم نے بڑا کام کیا - مسلمانوں سے مفادات لئے اور اپنے لوگوں کے ساتھ روابط پر آنچ آنے نہیں دیا - لیکن قرآن نے دو ٹوک اعلان کرکے فرمایا - ان کا معاملہ کسی فائدے پر مبنی نہیں - انہوں نے اس معاملہ میں کچھ بھی نہیں کمایا - بلکہ یہ لوگ تجارت کے اصول سے نابلد ہیں - اگر ان کو تجارت سے کوئی تعلق ہوتا تو کبھی خیر کے مواقع ضائع نہ کرتے - ایمان جیسی مقدس دولت کو دنیاوی مفادات کے لئے داؤ پر لگانے سے بڑھ کر کوئی حماقت نہیں - اس سے معلوم ہوا کہ یہاں پر " ہدایت " سے مراد اللہ کے وہ مواقع تھے جنہیں بروئے کار لاتے ہوئے منافقین اپنا مستقبل سنوار سکتے تھے - صحابہ کرامؓ کے ساتھ تعلقات آئندہ زندگی کی بہتری کے لئے بروئے کار لا سکتے تھے لیکن وہ یہ سنہری موقع گنوا بیٹھے -

بعض تفاسیر سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ " الھدیٰ " سے مراد طبعی اور جبلی کیفیت ہے جو ہر انسان کو پیدائش کے موقع پر میسر ہوئی ہے یہ الگ بات ہے کہ بعض لوگ اس کو آئندہ چل کر ضائع کرتے ہیں اور خوش قسمت لوگوں کے حق میں درخشاں مستقبل کا پیغام ثابت ہوتا ہے جو آگے چل کر رشد و ہدایت کے منازل طے کردہ ہدایت کے جملہ مراتب سے فیض یاب ہوتے ہیں - منافقین وہ لوگ ہیں - جنہوں نے نور کی اس چنگاری کو ضائع کیا -

Scanned with CamScanner

دار الافتاء

عورت کا جہیز اس کی ملکیت ہے

سوال:

ایک عورت فوت ہوئی ہے۔ اس کے پسماندہ ورثاء میں خاوند اور دو بیٹے شامل ہیں۔ والد نے بیٹی کو رخصت کرتے وقت جہیز میں کچھ سامان دیا تھا۔ اب مرحومہ کے والد کا مطالبہ ہے کہ میری بیٹی کا جو سامان میں نے جہیز میں دیا تھا۔ وہ مجھے واپس دیا جائے۔ شریعت کی رو سے اس مسئلہ کا کیا حکم ہے

بینوا توجروا

حسن المآب زاہد حجری مردان

الجواب وباللہ التوفیق

آپ کے سوال میں دو باتیں قابل غور ہیں۔ پہلا مسئلہ مرحومہ کی جائیداد متروکہ کی تقسیم کا ہے اور دوسرا مسئلہ مرحومہ کو والد کی طرف سے جہیز میں ملنے والے سامان کے بارے میں ہے۔ موخر الذکر مسئلہ کے بارے میں حکم یہ ہے کہ ہمارے عرف میں عورت کو جہیز میں جو سامان دیا جاتا ہے یہ بطور ملکیت ہوتا ہے۔ والدین یا بھائی عورت سے کبھی جہیز واپس نہیں مانگتے ہیں۔ اس لئے عورت کا جہیز اس کی مملوکہ جائیداد کا ایک حصہ شمار ہوگا۔ والد اس کی واپسی کے مطالبہ کا حق نہیں رکھتا تاہم اگر کہیں والد نے بیٹی کو عاریت میں کوئی چیز دی ہو تو اس پر دعویٰ کرنا دلیل کا محتاج ہے یعنی جہیز کی جگہ عاریت میں ہونا

یقینی "گواہان کی گواہی کا محتاج ہے

والدلیل علی ذلک مافی الھندیۃ

جھز بنتہ وزوجھا ثم زعم ان الذی دفعہ الیھا مالہ وکان علی وجہ العاریۃ عندھا وقالت ھو ملکی جھزتنی بہ او قال الزوج ذلک بعد موتھا فالقول قولھما دون الاب ۔۔۔ ان کان العرف ظاھرا بمثلہ فی الجھاز کما فی دیارنا فالقول قول الزوج وان کان مشترکا فالقول قول الاب (ج ۱/ 327)

ترجمہ:

(ایک شخص نے) بیٹی کو جہیز دے کر رخصت کیا۔ پھر دعویٰ کیا کہ جو سامان میں نے دیا ہے۔ یہ بیٹی کے پاس بطور عاریت ہے۔ بیٹی نے کہا یہ میری ملکیت ہے تم نے مجھے بطور جہیز دیا ہے یا عورت کی وفات کے بعد خاوند نے یہ دعویٰ کیا تو ایسی صورت میں بیٹی یا اس کی وفات کی صورت میں خاوند کی بات مانی جائے گی۔ ۔ ۔ ۔ اگر عرف میں ایسا سامان جہیز میں بطور ملکیت دیا جاتا ہو جیسا کہ ہمارے ہاں رواج ہے تو پھر خاوند کی بات مانی جائے گی اور اگر مشترک ہو تو پھر باپ کی بات کا اعتبار ہے۔

پس مرحومہ کی تمام جائیداد متروکہ کی تقسیم یوں ہوگی کہ اگر اس کے پسماندہ ورثاء واقعی خاوند اور دو بیٹے ہوں اور باپ زندہ ہو جیسا کہ تحریر حالات سے والد کی حیات کا اندازہ ہوتا ہے۔ تو مرحومہ کی تمام جائیداد چوبیس حصص کرکے سدس کل جائیداد 4/24 والد کو، ربع کل جائیداد 6/24 خاوند کو اور بقیہ 14/24 دونوں بیٹوں میں مساوی تقسیم کرکے ہر ایک بیٹے کو 7/24، 7/24 حصہ دیا جائے گا۔ جیسا کہ خاوند کو اس کی طرف سے بیوی کو دیئے ہوئے حق مہر میں چوتھائی

Scanned with CamScanner

حصہ ملتا ہے - ایسا ہی والد کو جہیز میں چھٹا حصہ واپس ملے گا -
واللہ اعلم

بڑے بھائی پر چھوٹے بھائی کی شادی کرانا ضروری نہیں -

سوال :-

ہم تین بھائی ہیں - دوسرے دونوں بھائی مجھ سے چھوٹے ہیں - میں سرکاری ملازم ہوں - دوسرے بھائی گھر میں کام کاج کرتے ہیں لیکن کسی مستقل ذرائع آمدنی سے وابستہ نہیں جنہوں نے ابھی تک مجھے کچھ دیا ہو - میرے دونوں بھائیوں میں سے ایک بھائی ہیروئن کا عادی ہے جس سے پورا گھر تنگ ہے میں نے اپنی شادی کے جملہ اخراجات خود برداشت کئے ہیں - ایسی صورت میں مجھ پر اپنے چھوٹے بھائیوں کے حقوق کی ادائیگی کہاں تک ضروری ہے -

(ا) کیا میرے چھوٹے بھائیوں کی شادی مجھ پر لازم ہے یا نہیں -

(ب) کیا میری تنخواہ یا پنشن میں بھائیوں کو کچھ حق ملتا ہے یا نہیں -

(ج) اگر مجھے یہ یقین ہو کہ منشیات کے عادی بھائی کو بطور احسان اگرچہ کچھ رقم دی جائے تو وہ ہیروئن خرید کر رقم ضائع کرے گا - اس سے احسان کرنا جائز ہے یا نہیں -

بنیوا توجروا
حافظ ع - ت - پشاور

الجواب و باللہ التوفیق

اس میں کوئی شک نہیں کہ آپ کی جب نوکری ہو اور باقاعدہ ذرائع

آمدنی ہوں تو باپ کے مرنے کے بعد آپ کی والدہ اور چھوٹے نابالغ بھائیوں کے اخراجات کی ذمہ داری آپ پر ہے جب تک یہ بھائی محنت و مزدوری کے قابل نہ ہوں اس وقت ان کا پالنا آپ کی اخلاقی اور مذہبی ذمہ داری ہے - باپ کی موجودگی میں جب باپ غریب ہو تو مالدار بیٹے پر جیسا کہ باپ کے اخراجات کی برداشت لازم ہے ایسا ہی باپ کے ذمہ جو واجب الادا اخراجات ہوں وہ بھی بیٹے کو برداشت کرنا ہوگا - فتاوی ہندیہ میں ہے -

الاب اذا کان فقیرا معسرا" وله اولاد صغار محاویج و ابن کبیر موسر یجبر الابن علی نفقه ابیه و نفقة اولاده الضعار (ج 1/565)

ترجمہ :-

جب باپ فقیر اور تنگ دست ہو اور اس کے چھوٹے محتاج بچے ہوں اور ایک بڑا بیٹا صاحب استطاعت ہو تو مالدار بیٹا والد اور اس کے چھوٹے بچوں کے اخراجات برداشت کرنے پر مجبور کیا جائے گا -
ظاہر ہے کہ شادی کی ضرورت بلوغ کے بعد پڑتی ہے اور بلوغ کے بعد بھائی کی ذمہ داری اٹھ جاتی ہے - اس لئے بڑے بھائی پر یہ لازم نہیں کہ وہ چھوٹے بھائی کے لئے شادی کرائے -

(ب)

آپ کی تنخواہ یا دوسری آمدنی میں کسی بھائی کی شرکت کا استحقاق شرکت ملک یا شرکت عقد کا محتاج ہے - یعنی باپ کے ترکہ میں اگر مشترکہ طور پر کاروبار ہو یا بھائی آپس میں باقاعدہ کاروباری معاہدہ کرکے شرکت کریں تو ایسی صورت میں بھائیوں کو شرکت کا حق پہنچتا ہے - لیکن جہاں کہیں ایسا نہ ہو تو آپ کی تنخواہ یا پنشن آپ کی ذاتی ملکیت ہے - دوسرے بھائیوں کو اس میں حصہ دینا ضروری نہیں -

Scanned with CamScanner

(ج)

جہاں کہیں انسان کو یہ معلوم ہو کہ اس کا احسان کسی نیکی کے بجائے معصیت میں تعاون کا ذریعہ ثابت ہوتا ہے تو ایسی صورت میں معصیت کے لئے آلہ کار بننا جائز نہیں - بھائی یا کسی دوسرے رشتہ دار کے بارے میں یہ یقین ہو کہ اس کے تعاون سے وہ برائی میں ایک قدم اور بڑھتا ہے تو خیر خواہی کے جذبہ سے اس سے تعاون نہ کرنا زیادہ بہتر ہے -

واللہ اعلم

غلام الرحمٰن خادم دارالافتاء جامعہ عثمانیہ

1419/11/2ھ

ہر قسم چپس خریدنے کے لئے
باِاعتماد فیکٹری
مساجد اور دینی مدارس کے لئے
خصوصی رعایت!
شریف اینڈ کو سٹون چپس فیکٹری جی ٹی روڈ جہانگیرہ تحصیل ضلع نوشہرہ

معاشی جدوجہد' اسلامی تعلیمات کے تناظر میں

ڈاکٹر محمد رشید فاروقی
ڈین اسلامیہ کالج پشاور

انسان روح اور جسم دونوں کے مجموعے کا نام ہے - اس بناء پر نوع بشر کے لئے ...گیر اور ابدی دین وہی ہوسکتا ہے جو روح اور جسم دونوں کے تقاضوں کو پورا کرنے کی راہنمائی کرتا ہو' دونوں کی نشوونما اور بالیدگی کی ضمانت دیتا ہو - دونوں کے درمیان باہمی کشمکش کو ختم کرکے ایسی ہم آہنگی پیدا کرتا ہو کہ وہ دونوں ایک ہی راہ پر ایک ہی منزل کی طرف رواں دواں ہوں -

جسم اور روح دونوں کی صحت کو درست رکھنے کے لئے انسان دونوں طرح کے ...ں کا سہارا لیتا ہے - ظاہری اور باطنی بھی' مادی اور روحانی بھی - معاشیات انسان پر بحث کے دوران سوال پیدا ہوتا ہے کہ معاشی تگ و دو میں مصروف انسان کو مذہب کیا مقام دیتا ہے؟ اور معاشی میدان میں انسانی اعمال کی کیا اہمیت جتاتا ہے کیا یہ تصور درست ہے کہ خدا تک رسائی اور اپنی روح کو بالیدگی دینے کے لئے معاشی جدوجہد سے کنارہ کشی اختیار کرنے' خانقاہوں میں بیٹھ جانے اور بستیوں سے دور پہاڑوں اور جنگلوں کا رخ کرنے کی ضرورت ہے یہ انسان کی جہالت ہی تھی جس نے اس کو ایسا سوچنے پر مجبور کردیا تھا - انسان نے بزعم خویش اپنی روح کو تسکین دینے کے لئے ترک علائق اور تعذیب نفس کے مختلف طریقے ایجاد کرکے جنگلوں اور غاروں میں بسیرا کیا - حالانکہ اسے خوب معلوم تھا کہ ایسا کرنا فطرت انسانی کے خلاف ہے - سارے انسان تو کیا ایک مرد بھی پورے طور سے ترک دنیا کے فلسفے پر عمل نہیں کرسکتا' اگر کوئی صحرا یا جنگل میں گوشہ نشین ہو بھی جائے تب بھی

گرمی سردی سے بچنے کے لئے اور بھوک پیاس کو مٹانے کے لئے اسے کوئی نہ کوئی معا جدوجہد کرنی پڑتی ہے۔

انسان نے اپنی نادانی سے یہ سمجھ رکھا تھا کہ معاشی تگ و دو تقرب الٰہی راستے میں حائل ہے۔ مذہب نے بھی انسان کی مادی ضرورتوں کو نظر انداز کرتے ہوئے ا جاہلانہ تصور کو فروغ دیا اور اس کے لئے طرح طرح کے مذہبی رسومات وضع کئے گ اسلام نے آکر اس طرح کے تمام جاہلی تصورات کو مٹا ڈالا اور تقرب الٰہی کے حصول لئے انسان اکی ہر سعی کی اصلاح کی۔ اسلام نے بار بار اعلان کیا کہ معاشی جدوجہد عبا الٰہی ہے بشرطیکہ وہ اسلامی حدود کے اندر ہو۔ اسلام نے یہ نہیں کہا کہ آخرت کی زندگی کامیاب بنانے کے لئے ترک دنیا ناگزیر ہے۔ اسلام کے نزدیک انسان میں پوشیدہ قوتیں اسی وقت آشکارہ ہوتی ہیں جب وہ کشمکش حیات میں بھرپور حصہ لیتا ہو۔ اس کی خدا صلاحیتوں کو جلا دینے کے لئے اس کا حادثات زمان و مکان سے ٹکرانا از بس ضروری کشمکش حیات میں کودنے سے گریز اور زندگی کی گراں باریوں سے نجات حاصل کرنے کا بھی عمل اسلام کی نظروں میں مستحسن نہیں۔ معاشرتی زندگی سے فرار اختیار کرکے گ عافیت میں پناہ لینا مومن کی شان نہیں۔ رہبر دو عالم ﷺ نے بڑی وضاحت سے ا فرمایا " لا رھبانیة فی الاسلام " یعنی اسلام میں رہبانیت اور گوشہ نشینی کی گنجا ہی نہیں۔

مذاہب عالم آج کے مادی نظریات کے سامنے ہتھیار ڈال چکے ہیں۔ اب ت مذاہب کا اپنے ماننے والوں سے صرف اتنا مطالبہ ہے کہ مذہب کا لیبل اپنے سے نہ ہٹا جو جی میں آئے کرو۔ مذہب کوئی سروکار نہیں رکھے گا۔ ان مذاہب نے یا تو باطل نظ کے ساتھ مصالحت اختیار کرلی ہے یا ان کے دلائل سے شکست کھا چکے ہیں۔ یورپ مغربی دنیا کی بے بسی کو دیکھ کر حساس انسان افسوس کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ جواء شراب خوری اور دوسرے حیوانی اعمال کے علاوہ یورپ کی پارلیمنٹ مرد کی مرد کے شادی کا جب قانون پاس کرتی ہے تو مذہبی رہنما بجائے مخالفت کے اس شرمناک نف عملی جامہ پہنانے کے لئے رسم نکاح ادا کرتے ہیں۔

لیکن اسلام نے ہمیشہ کے لئے ہر باطل عمل، فکر جاہلی اور گمراہ کن نظریات حیات کو ڈنکے کی چوٹ پر ٹھکرا دیا ہے۔ اسلام نے کبھی باطل کی حوصلہ افزائی تو درکنار اسے برداشت تک نہیں کیا۔ چاہے یہ باطل نظریہ ایک فرد واحد کی رائے ہو یا اکثریت کی رائے اسلامی نظر میں حق ہمیشہ حق ہوتا ہے اور باطل ہمیشہ باطل کسی کی قوت اور طاقت سے نہ باطل حق ہوسکتا ہے اور نہ حق کو کوئی باطل قرار دے سکتا ہے بلکہ اسلام کی تعلیم تو یہ ہے کہ جب حق آجاتا ہے تو باطل خود بخود مٹ جاتا ہے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

" قل جاء الحق وزهق الباطل ان الباطل كان زهوقا " (1)

(کہہ دیجئے کہ حق آگیا اور باطل مٹ گیا بے شک باطل تھا ہی مٹنے والا)

دوسرے مذاہب نے اگر باطل سے شکست کھائی ہے یا اس سے مصالحت کرلی ہے تو اس کی وجہ سے ان کی تہی دامنی ہے جبکہ اسلام تہی دامنی کا شکار نہیں۔ اسلام تو ایک ہمہ گیر نظام حیات ہے اس نے انسانی زندگی کی ہر رخ سے اصلاح کی۔ حیات انسانی کے ہر پہلو سے متعلق واضح ہدایات دیں اور دین اسلام کو مکمل کرکے اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر اپنی نعمتوں کے اتمام کا اعلان فرما دیا۔

" اليوم اكملت لكم دينكم و اتممت عليكم نعمتى و رضيت لكم الاسلام دينا " (2) (آج کے دن میں نے تمہارے لئے تمہارا دین مکمل کیا اور تم پر اپنی نعمتیں تمام کر دیں اور تمہارے لئے دین اسلام کو پسند کیا)

اگر ہم قرآن وسنت کا بہ نظر غائر مطالعہ کریں تو معلوم ہوگا کہ اسلام کے یہ دونوں سرچشمے عقائد و عبادات کے ساتھ ساتھ معاملات انسانی سے بھی تفصیلی بحث کرتے ہیں۔ عقائد و عبادات، اخلاقیات و معاملات، معیشت و معاشرت اور نظم حکومت و سیاست۔ آخر وہ کون سا پہلو ہے انسانی زندگی کا جس سے بحث نہ کی گئی ہو؟

لیکن عقائد و عبادات کے بعد اسلام نے سب سے زیادہ انسانی زندگی کے جس پہلو کو اہمیت دی ہے وہ معاشیات انسان کا پہلو ہے۔ اس پہلو کی طرف اگر پوری توجہ نہ دی جاتی تو انسانیت کا بہت بڑا نقصان ہوتا اور ہمارا دینی نظام ناقص رہ جاتا۔ اسلام نے انسان کے معاشی جدوجہد کے جو راہنما اصول دیئے وہ آج بھی قابل عمل بلکہ سب سے اعلیٰ

Scanned with CamScanner

و ارفع ہیں۔

اسلام اور کسب معاش :-

اسلام نے کسب معاش اور تلاش رزق کی نہ صرف اجازت دی ہے بلکہ بڑے شوق آفرین انداز سے ترغیب دیتے ہوئے اس کی طرف دعوت دی ہے - چنانچہ سورۃ جمعہ میں ارشاد فرمایا -

" فاذا قضیت الصلوۃ فانتشروا فی الارض وابتغوا من فضل اللّٰہ "(3) (یعنی جب نماز (جمعہ) ہو جائے تو زمین میں پھیل جاؤ اور اللہ کا فضل (معاش) تلاش کرو)

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے مال کو اور انسانی معاش کو فضل الٰہی کہا ہے۔

اسی طرح سورۃ فاطر میں ہے -

وتری الفلک فیه مواخر لتبتغوا من فضله و لعلکم تشکرون ○ (4) (اور تو کشتیوں کو اس میں دیکھتا ہے کہ پانی کو چیرتی ہوئی چلتی ہیں کہ تم ان کے ذریعے سے اس کا فضل (روزی) ڈھونڈو اور تاکہ تم شکر کرو -"

یہاں بھی رزق و مال کو فضل الٰہی سے تعبیر کیا بلکہ سورۃ نساء میں تو مال کو زندگی کا سہارا کہہ کر احمقوں اور نادانوں کے سپرد نہ کرنے کی ہدایت دی - چنانچہ ارشاد فرمایا -

ولا تؤ توالسفهاء اموالکم التی جعل اللّٰہ لکم قیاما(5) (اور کم عقلوں کو اپنے وہ مال مت دو جن کو اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے مایہ زندگانی بنایا ہے) بے شک انہیں کھلاتے رہو اور پہناتے رہو اور ان سے بھلائی کی بات کرتے ر لیکن مال ان کے سپرد نہ کرو اس لئے کہ وہ اپنے سوئے تصرف کی وجہ سے تمہیں زند کے اس سہارے سے محروم کر دیں گے -

رسول اللہ ﷺ نے بھی اپنے ارشادات گراں نمایہ سے مسلمانوں کو حا روزی کمانے کی ترغیب دیتے ہوئے ارشاد فرمایا -

طلب الحلال فریضة علی کل مسلم و مسلمة یعنی (6) (ر

حلال کی طلب، ہر مسلمان مرد اور عورت پر فرض ہے)

اور مسند احمد بن حنبل میں رافع بن خدیج سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا -

طلب ای الکسب اطیب قال عمل الرجل بیده وکل بیع مبرور (7) (اے اللہ کے رسول کون سی کمائی سب سے زیادہ پاکیزہ ہے تو آپؐ نے فرمایا کہ آدمی کا اپنے ہاتھ سے کمانا اور ہر جائز تجارت "

کسب حلال اور معاشی جدوجہد کو اسلام نے عبادت قرار دیا ہے بلکہ کسب حلال اللہ کا حکم ہے جس کی خلاف ورزی کو سخت ناپسند کیا گیا ہے - معاشی تگ و دو تقرب الٰہی کے حصول میں رکاوٹ نہیں بلکہ اس کا ذریعہ ہے - ایک بندہ مومن جب رزق حلال کے لئے محنت اور مزدوری کرتا ہے تو اللہ کی نظروں میں وہ سب سے پیارا اور محبوب ہوتا ہے

چنانچہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا -

التاجر الصدوق الامین مع النبین والشهداء (8) (یعنی راست گو اور امانت دار تاجر کو (قیامت کے دن) انبیاء اور شہداء کے ساتھ جگہ دی جائے گی) امام غزالی ؒ نے حضرت عمر فاروقؓ کا یہ قول نقل کیا ہے -

" کوئی مقام مجھے بہتر نظر نہیں آتا جہاں میں مرنا پسند کروں بجز ایسے مقام کے جہاں میں اپنے بال بچوں کے لئے خرید و فروخت کر سکوں -"

حضرت ابراہیم نخعی ؒ سے کسی نے دریافت کیا " آپ ایسے آدمی کو پسند کرتے ہیں کہ جو کاروبار میں دیانت دار ہو یا ایسے آدمی کو کہ جو خود کو زہد و عبادت کے لئے وقف کردے؟ سوال ہوا کیوں؟ جواب دیا - تاجر صادق کو اس لئے فضیلت حاصل ہے کہ وہ ہر وقت شیطان کا مقابلہ کرتا رہتا ہے - شیطان ناپ تول میں اور لین دین میں گمراہ کرنے کی کوشش کرتا ہے مگر یہ تاجر اس کے سامنے سر تسلیم خم نہیں کرتا " (9) ایک دوسرے موقع پر ارشاد فرمایا - اذا صلیتم الفجر فلا تنوموا عن طلب ارزاقکم " (10) " یعنی جب تم صبح کی نماز پڑھ لو تو تلاش رزق سے سو کر غفلت مت برتو -"

Scanned with CamScanner

سوال کرنے کی ممانعت اور اپنے ہاتھ سے کمانے کی تلقین

اسلام ہر جائز طریقے سے مال کمانے کی نہ صرف اجازت دیتا ہے بلکہ بڑے ش
مد سے اس کی طرف رغبت دلاتا ہے اور اپنے ہاتھ سے کمائی کو پسند کرتا ہے - مانگنے ا
گداگری کے ذریعے سے حاصل کی ہوئی روزی کو قطعاً" ناپسند کرتا ہے - اس سلسلے م
رسول اللہ ﷺ سے کئی روایات وارد ہوئی ہیں جن میں سے چند ایک کا ذکر یہاں
جاتا ہے -

حضرت انسؓ کی روایت ہے کہ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت
اقدس میں ایک حاجت مند انصاریؓ حاضر ہوا اور آپ سے اپنی معاشی بدحالی کا ذکر کرکے
تعاون کی درخواست کی آپؐ نے انصاری سے پوچھا آپ کے پاس کیا ہے؟ اس نے کہا
میرے پاس صرف دو چیزیں ہیں ایک ٹاٹ کا ٹکڑا جسے سوتے وقت اپنے لئے بچھاتا ہوں ا
جب چلتا ہوں تو اوڑھ لیتا ہوں اور ایک پیالہ ہے جو میرے پینے کے استعمال میں آتا ہے۔
آپ نے فرمایا کہ دونوں چیزیں لے آؤ - وہ صحابی جب دونوں چیزیں لے آیا تو آپؐ نے ا
کوایک دوسرے صحابی کے ہاتھ دو درہم میں بیچ دیا اور انصاری کو فرمایا کہ ایک درہم
اپنے بال بچوں کے لئے آٹا لے جاؤ اور ایک درہم سے کلہاڑی خرید کر میرے پاس لے
- اس نے ایسا ہی کیا تو آپؐ نے اپنے دست مبارک سے اس انصاری کے لئے وہ کلہاڑ
درست کی اور فرمایا کہ اب جنگل میں جاؤ اور لکڑیاں کاٹ کر بازار لایا کرو اور فروخت کیا
کرو اور پندرہ دنوں کے بعد مجھے اپنے حالات سے آگاہ کردو - پندرہ دنوں کے بعد جب
صحابی آپؐ کی خدمت میں دوبارہ حاضر ہوا تو کہنے لگا کہ ان دنوں میں میں نے دس در
کمائے ہیں کچھ رقم سے کپڑا خریدا اور کچھ سے غلہ - یہ سن کر رسول اللہ ﷺ
فرمانے لگے -

الیس ھذا خیرا" لک من ان تجئی یوم القیامۃ و مسئلک
فی وجھک نکتۃ سوداء لا یمحوھا الالنار " (11)

ترجمہ :- کیا تیرے لئے (تیری یہ حالت) بہتر نہیں ہے بہ نسبت اس حالت کے کہ

قیامت کے دن تو آتا اور سوال کرتا "تیرے چہرے پر ایک کالا داغ بن کر آتا جسے سوائے
آگ کے اور کوئی چیز نہیں مٹا سکتی -

اس واقعے سے یہ اندازہ بخوبی لگایا جاسکتا ہے کہ حضورؐ سوال کرنے اور گداگری
کو کتنا برا سمجھتے تھے - ایک اور موقع پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا -

" من طلب الدنیا حلالا" استعفافا" عن المسئلۃ وسعیا"
علی اھلہ و تعففا" علی جارہ بعثہ اللہ یوم القیامۃ و وجھہ کا القمر
لیلۃ البدر (12)

ترجمہ :- جو شخص حلال مال کی طلب کرتا ہے اس لئے کہ سوال کرنے سے بچ جائے اور
اپنے اھل و عیال پر خرچ کرے اور پڑوسی کی مدد کرسکے تو اس شخص کو اللہ تعالیٰ قیامت
کے دن اس حال میں اٹھائے گا کہ اس کا چہرہ چودھویں رات کے چاند کی طرح چمکے گا -

اپنے ہاتھ سے اگانا اور اس سے دوسروں کو فائدہ پہنچانا اس کے لئے صدقہ ہے -
چنانچہ ارشاد فرمایا -

" من غرس غرسا" او زرع زرعا" فاکل منہ الانسان اور
دآبۃ او طیرا" اوسبع فھولہ صدقۃ " (13)

ترجمہ :- جس کسی نے کوئی پودا لگایا یا کوئی کھیتی اگائی پھر اس سے کھایا انسانوں نے اور
حیوانوں نے، پرندوں نے اور درندوں نے تو وہ اس کے لئے صدقہ ہے - سستی اور کاہلی اپنا
کر بے کار بیٹھنا اسلامی تعلیمات کے خلاف ہے - رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا -

ان اللہ یحب کل مومن محترف ابا ایصال ولا یحب الفارغ
الصحیح لا فی عمل الدنیا ولا فی عمل الاخرۃ (14)

ترجمہ :- اللہ تعالیٰ ہر حرفت والے مومن عیال دار کو دوست رکھتا ہے اور پسند نہیں
کرتا ہے اس تندرست آدمی کو جو بے کار بیٹھے رہتا ہے نہ دنیا کا کام کرتا ہے اور نہ آخرت
کا -

آپؐ کے اس ارشاد سے یہ بات اچھی واضح ہو جاتی ہے کہ اسلام کی نظر میں کام
کرنا کتنا محبوب اور کام نہ کرنا کتنا مذموم عمل ہے - ایک طرف بندے کا آخرت کی فکر نہ

Scanned with CamScanner

کرنا اگر برا ہے تو دوسری طرف دنیوی زندگی کی تشکیل و تعمیر سے بے فکری بھی قابل مذمت ہے۔ "الا تنس نصیبک من الدنیا (15) ترجمہ :- اور تو دنیا میں سے اپنا حصہ نہ بھلا۔ یہ ارشاد باری تعالیٰ صاف صاف دنیوی عمل کی ترغیب دیتا ہے۔

حضرت عمر فاروقؓ فرمایا کرتے تھے۔ "اطلبو الرزق فی جنایا الارض" (16) یعنی زمین کے چھپے ہوئے خزانوں میں اپنی روزی تلاش کرو۔

حضرت عمر اس طرز زندگی کے سخت خلاف تھے کہ انسان ہمیشہ دوسروں کے دست نگر ہو اور خود کوئی کام نہ کرے۔ اس لئے آپؓ ہر انسان کے لئے کوئی نہ کوئی ہنر سیکھنا ضروری سمجھتے تھے تاکہ وہ اس کے ذریعے سے ایک طرف اپنی حلال روزی کما سکے اور دوسری طرف مخلوق خدا کی خدمت کرسکے۔

محتاجوں اور فقیروں کو حوصلہ دلاتے ہوئے فرماتے ہیں۔ "یا معشر الفقراء ارفعوا رؤسکم واتجروا فقد وضح الطریق لکم ولا تکونوا عیالا علی الناس" (17)

ترجمہ :- اے محتاجو ! تم اپنے سروں کو اٹھا کر چلو اور تجارت شروع کرو تمہارے لئے راستہ واضح ہو چکا ہے اور لوگوں پر بوجھ نہ بنے رہو۔

کوئی کسب و ہنر کرنے اور تجارت کرنے سے ایک طرف انسان اپنی ضرورتیں پوری کرتا ہے تو دوسری طرف اپنی فاضل آمدنی سے معاشرے میں موجود محتاج لوگوں کی مدد کرسکتا ہے جس سے محبت اور مودت کی فضاء کو فروغ ملتا ہے اور سب سے بڑی بات یہ کہ یہ انسان ملک کی پیداواری صلاحیت کو بڑھا کر ملی اور اجتماعی ترقی میں اضافہ کرتا ہے۔ کام میں مصروف رہ کر انسان شیطانی وسوسوں سے محفوظ رہتا ہے اور اس طرح معاشرے میں شر و فساد کے دروازے بند رہتے ہیں۔ اس نکتے کی طرف رہنمائی قرآن حکیم کی آیت دیتی ہے۔

"ولو بسط اللّٰہ الرزق لعبادہ لبغو فی الارض" (18)

ترجمہ :- اگر اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے لئے رزق کشادہ کر لیتے تو زمین میں بغاوت برپا کر دیتے۔

اس آیت کی تفسیر میں علماء لکھتے ہیں (19) کہ اگر اللہ تعالیٰ انسانوں کو بغیر کسب کے رزق دیتے تو لوگ بے کار بیٹھ جاتے اور زمین میں فساد بپا کر دیتے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے سب لوگوں کو کام میں مصروف کردیا تاکہ فساد فی الارض کے لئے ان کے پاس فرصت ہی نہ رہے۔

وسائل رزق کی تلاش اور کسب معاش پر زور دینے کے ساتھ ساتھ اسلام یہ تعلیم بھی دیتا ہے کہ یہ سارے مساوی وسائل و اسباب اللہ تعالیٰ کے پیدا کردہ ہیں۔ جس طرح انسان کا خالق اللہ ہے۔ اسی طرح ان تمام مادی وسائل و اسباب کا خالق اللہ ہی ہے لہذا اعتماد خالق پر رکھنا چاہئے نہ کہ مخلوق (وسائل و اسباب) پر۔ "ھو الذی خلق لکم ما فی الارض جمیعا" (20) ترجمہ :- اللہ ہی وہ ذات ہے جس نے زمین پر کی ہر چیز کو تمہارے واسطے پیدا کیا۔ "ان اللّٰہ ھو الرزاق" (21) ترجمہ :- (اللہ ہی رزق دینے والا ہے) "واللّٰہ خیر الرازقین" (22) ترجمہ :- (اللہ ہی سب سے بہتر رازق ہے) "وما من دآبۃ فی الارض الاعلی اللّٰہ رزقھا" (23) ترجمہ :- (اور زمین پر رینگنے والی کوئی بھی چیز ایسی نہیں جس کی رزق کا ذمہ اللہ نے نہ اٹھایا ہو) "ولا تقتلوا اولادکم خشیۃ املاق نحن نرزقھم وایاکم" (24) ترجمہ :- (تم اپنی اولاد کو بھوک کے خوف سے قتل مت کرو۔ ہم ہی رزق دیتے ہیں ان کو بھی اور تمہیں بھی)

اسلام جسطرح انسان کو زندگی کے مختلف دوائر میں اعتدال کی راہ اپنانے کی ہدایت کرتا ہے۔ اسی طرح معاشی دائرہ عمل میں بھی اعتدال اور میانہ روی اختیار کرنے کی تلقین کرتا ہے۔ ایک طرف اسلام آکر ہاتھ پر ہاتھ دھرے بے کار بیٹھے رہنے کو برا سمجھتا ہے تو دوسری طرف یہ رویہ بھی ناجائز ٹھہراتا ہے کہ انسان تمام اخلاقی قدروں کو بالائے طاق رکھ کر صرف دولت کے حصول کو اپنی زندگی کا مقصد قرار دے دے اور اسی ایک مقصد کی خاطر جسم و جان کی ساری صلاحیتیں وقف کردے۔

الغرض اسلام کسب حلال اور تجارت کی ترغیب دے کر فرد کو شتر بے مہار کی طرح آزاد نہیں چھوڑتا کہ اپنی مرضی سے اس میدان میں طبع آزمائی کرتا رہے اور حلال و

Scanned with CamScanner

حرام، جائز و ناجائز کی تمیز کئے بغیر مال سمیٹتا رہے، بلکہ اسلام نے اس سلسلے میں کچھ قانونی اور اخلاقی ضابطے دے کر ایسے بنیادی اصول عطا کئے کہ جن پر عمل کرکے دنیا میں استحصال سے پاک ایک عادلانہ اقتصادی نظام کی داغ بیل ڈالی جاسکتی ہے جو آج کی بھوکی ننگی انسانیت کی ایک اہم ضرورت ہے۔

عادلانہ اقتصادی نظام کے یہ بنیادی اصول قرآن و سنت کی روشنی میں مندرجہ ذیل اہم نکات میں سمیٹے جاسکتے ہیں۔

ملکیت الٰہی :-

دولت اور وسائل دولت کا اصل مالک اللہ ہے اور انسان فقط امین ہے اور اس کا نائب ہے۔ ارشاد ربانی ہے۔

" امنوا باللّٰہ و رسولہ انفقوا مما جعلکم مستخلفین فیہ" (25)

ترجمہ :- (اللہ پر اور اس کے رسول پر ایمان لے آؤ اور جس مال و دولت میں اس نے تمہیں اپنا نائب مقرر کیا ہے اسے خرچ کرو)

اسی طرح سورۃ نور میں ارشاد فرمایا " واتوھم من مال اللّٰہ الذی اتاکم (26) ترجمہ :- (اور ان (محتاجوں) کو دو۔ اس مال میں سے جسے اللہ نے تمہیں عطا کیا ہے)

انسان کے پاس جو کچھ بھی ہے وہ اللہ کی ملکیت ہے لہٰذا اس میں تصرف صرف اللہ ہی کی مرضی سے کرسکتا ہے۔ انسان نہ تو اپنے پاس مال کو اس یک مرضی کے خلاف روک سکتا ہے اور نہ اپنی خواہش نفس کے مطابق بلا جواز اسے خرچ کرسکتا ہے لہٰذا ایک طرف اگر اکتناز دولت ناجائز ہے تو دوسری طرف اسراف و تبذیر بھی ناجائز ہے۔

حریت انسانی، اخوت و مساوات :-

اسلام کی نظروں میں ہر انسان آزاد ہے اور اسلامی معاشرہ اخوت و مساوات کے زریں اصولوں پر قائم ہے۔ مال کے حصول میں اسلام کسی کو بھی اجازت نہیں دیتا کہ ایسے

ہتھکنڈے استعمال کئے جائیں جن سے کسی کی حریت کو دھچکا لگے یا معاشرے کا جذبہ اخوت و مساوات متاثر ہو بلکہ اسلامی تعلیمات کی رو سے تجارت و کاروبار میں تعاون و تناصر کا جذبہ کارفرما رہنا چاہئے اور ہر تاجر کا کاروبار قرآن حکیم کی اس آیت کی بنیاد پر استوار ہو۔

" وتعاونوا علی البر والتقوٰی ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان " (27)

ترجمہ :- (نیکی اور تقویٰ کے کاموں میں ایک دوسرے کی مدد کرو اور گناہ و ظلم کے کاموں میں ہرگز کسی کے ساتھ تعاون نہ کرو)

انفاق فی سبیل اللہ :-

انفاق یعنی اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کا عمل ایمان کے بعد اسلامی معاشرے کا اصل الاساس ہے۔ ایمان اگر اللہ تعالیٰ کی الوہیت و ابوبیت کو تسلیم کرنے کا نام ہے تو اس کی عملی تعبیر کو انفاق کہتے ہیں۔ (28) اس اعتبار سے مومن بننے کے لئے ایمان اور انفاق دو ناگزیر شرائط ہیں۔ اس نکتے کو سمجھنے کے لئے قرآن حکیم کی اس آیت پر غور کرنے کی ضرورت ہے۔ " امنوا باللّٰہ و رسولہ و انفقوا مما جعلکم مستخلفین فیہ فالذین امنوا منکم و انفقوا لھم اجر کبیر " ترجمہ :- (اللہ تعالیٰ پر اور اس کے رسولؐ پر ایمان لے آؤ اور جس مال و دولت میں اس نے تمہیں اپنا نائب بنایا ہے اسے خرچ کرو۔ جو لوگ تم میں سے ایمان لائے اور مال و دولت خرچ کرتے رہے ان کے لئے بہت بڑا ثواب ہے)

یہاں ایمان کے معاً بعد انفاق کا حکم ہوا ہے اور انفاق کرنے والوں کے لئے بہت بڑے اجر اور ثواب کی خوشخبری سنائی گئی ہے لیکن اس کے برعکس وہ لوگ جو مال کو جمع کرتے ہیں اور خرچ نہیں کرتے ان کے لئے دردناک عذاب کی وعید سنائی گئی ہے چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

" والذین یکنزون الذھب والفضۃ ولا ینفقونھا فی سبیل اللّٰہ فبشرھم بعذاب الیم " (29)

Scanned with CamScanner

ترجمہ :- ، (وہ لوگ جو سونا اور چاندی جمع کرتے ہیں اور اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کر
ان کو عذاب دردناک کی خبر سنادو)

بہر صورت قرآن حکیم کی بے شمار آیات سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ ایمان کے بعد انفاق بہت ضروری عمل ہے بلکہ اسلام کی نظر میں ایمان اور انفاق دونوں کا چولی دامن ساتھ ہے اور دونوں ہی اسلامی معاشرے میں اساسی حیثیت رکھتے ہیں - لہذا جس طرح ایمان کے بغیر انفاق معتبر نہیں اسی طرح انفاق کے بغیر ایمان کا اعتبار نہیں - قرآن مجید تو ان لوگوں کو خواہ وہ اپنے آپ کو پکے ایماندار ہی کیوں نہ سمجھتے ہوں دین کی تکذیب کرنے والا سمجھتا ہے جو انفاق نہیں کرتے - ارشاد فرمایا -

ارء یت الذی یکذب بالدین فذلک الذی یدع الیتیم ولا یحض علی طعام المسکین (30) ترجمہ :- (بھلا تم نے دیکھا ہے اس شخص کو جو دین کی تکذیب کرتا ہے - یہ وہی ہے جو یتیم کو دھتکارتا ہے اور مسکین وفادار کو اس اپنی روزی دینے کی دوسری کو ترغیب نہیں دیتا)

اس آیت کی تفسیر میں مولانا مودودی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک اہم نکتے کی وضاحت کی ہے کہ " اطعام المسکین نہیں بلکہ طعام المسکین کے الفاظ استعمال کئے گئے ہیں اگر اطعام المسکین کہا گیا ہوتا تو معنی یہ ہوتے کہ وہ مسکین کو کھانا دینے پر نہیں اکساتا - بالفاظ دیگر کھانا مسکین کو دیا جاتا ہے وہ دینے والے کو کھانا نہیں بلکہ اس مسکین کو کھانا اس کا حق ہے جو دینے والے پر عائد ہوتا ہے اور دینے والا کوئی بخشش نہیں دے رہا ہے بلکہ اس کا حق دے رہا ہے - یہی بات ہے جو سورۃ الذریت (19:51) میں فرمائی گئی ہے کہ وفی اموالھم حق للسائل والمحروم اور ان کے مالوں میں سائل اور محروم کا حق ہے (31) "

حاصل کلام یہ ہے کہ اسلام نے معاشی جدوجہد کو عبادت کا درجہ دے کر دولت اور وسائل دو... کو خوب خوب استعمال کرنے کا بندوبست کیا تاکہ ملک کی پیداواری صلاحیت روز افزوں بڑھتی رہے اور جمع و اکتناز دولت کو ناجائز قرار دے کر انفاق اور خرچ کو لازم بتا دیا تاکہ ملک کے اندر گردش دولت کی فضا پیدا ہو - عام لوگوں کی قوت خرید میں

اضافہ ہوسکے اور دولت کا چند ہاتھوں میں مرتکز ہونے کی راہ بند ہوسکے - یہی ہیں وہ بنیادیں جن کے اوپر ایک عادلانہ اقتصادی نظام کو کھڑا کیا جاسکتا ہے - فاعتبروا یا اولی الابصار

حوالہ جات

(1) القرآن سورۃ الاسراء / 81
(2) القرآن سورۃ المائدہ / 3
(3) القرآن سورۃ الجمعہ / 10
(4) القرآن سورۃ فاطر / 12
(5) القرآن سورۃ نساء / 5
(6) بحوالہ کیمیائے سعادت ص 174
(7) مسند احمد بن حنبل ج 4، ص 141
(8) جامع ترمذی باب بیوع ص 561 مطبوعہ قرآن محل کراچی
(9) امام غزالی، احیاء العلوم ج 2، کسب معاش، ص 71 مطبوعہ لاہور
(10) بحوالہ کیمیائے سعادت ص 154،153
(11) المنذری، الترغیب والترھیب (انتخاب مترجم اردو عبداللہ الدھلوی) ج 2 ص 210،209
(12) بحوالہ کیمیائے سعادت ص 153
(13) مسند احمد بن حنبل ج 3، ص 362،391
(14) بحوالہ کیمیائے سعادت ص 153
(15) القرآن سورۃ القصص آیۃ 77
(16) بحوالہ مولانا عبید اللہ سورانی - د اسلام معاشی نظام ص 45 مطبوعہ عظیم پبلشنگ پشاور

(17) ایضاً" ص 46
(18) القرآن سورۃ الشوریٰ آیۃ 27
(19) مولانا عبید اللہ سورانی ۔ اسلام معاشی نظام ص 46
(20) القرآن سورۃ البقرۃ آیۃ 29
(21) القرآن سورۃ الذاریات آیۃ 58
(22) القرآن سورۃ الجمعہ آیۃ 11
(23) القرآن سورۃ ھود / 6
(24) القرآن سورۃ الاسراء / 31
(25) القرآن سورۃ الحدید / 7
(26) القرآن سورۃ النور / 33
(27) القرآن سورۃ المائدہ / 2
(28) ڈاکٹر نصیر احمد ناصر ۔ اسلامی ثقافت ص 229-234 فیروز سنز لاہور
(29) القرآن سورۃ التوبہ / 34
(30) القرآن ۔ سورۃ الماعون
(31) مودودی ۔ تفہیم القرآن (6=283:6) مطبوعہ لاہور 1972ء

اعمال کی قدر و قیمت میں اضافہ کا سبب

(جامعہ عثمانیہ کے تعلیمی سال نمبر 7 کی افتتاحی تقریب 18 فروری کو منعقد ہوئی ۔ذکر و تلاوت سے ابتداء کرائی گئی ۔ حاضرین سے موقع کی مناسبت سے مفتی غلام الرحمن صاحب مہتمم جامعہ نے جو گفتگو کی ۔ ٹیپ ریکارڈ سے نقل کر کے شائع کی جا رہی ہے)

مولانا حمید اللہ

خطبہ مسنونہ کے بعد !

عن عمر بن الخطاب قال قال رسول اللہ ﷺ انما الاعمال بالنیات الخ

معزز اساتذہ کرام اور طلبہ ساتھیوں :-

اللہ تعالیٰ کا بڑا احسان ہے کہ جامعہ عثمانیہ کے ساتویں تعلیمی سال سے ہم حضرت رسول اللہ ﷺ کی احادیث مبارکہ میں مشکوۃ شریف کے افتتاح کی عظیم سعادت سے سرفراز ہو رہے ہیں ۔ انشاء اللہ وہ دن دور نہیں کہ ایک دن دورہ حدیث شروع کرانے کی خوشخبری بھی سنی جائے گی ۔

مشکوۃ المصابیح جس کا ہم افتتاح کر رہے ہیں ۔ ابو عبد اللہ علامہ ولی اللہ محمد بن عبداللہ الخطیب کی کتاب ہے جو آٹھویں صدی کے نامور عالم ہیں ۔

یہ ایسی کتاب ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو بڑی قبولیت دی ہے ۔ دورہ حدیث پڑھنے سے پہلے یہ کتاب ضروری سمجھی جاتی ہے ۔ طلباء اس درجہ کو موقوف علیہ کہتے ہیں ۔ جو کہ دورہ حدیث کے لئے پہلا زینہ ہے ۔

مشکوۃ المصابیح درحقیقت ابو محمد حسین بن مسعود کی " مصابیح السنہ " کی شرح ہے ۔ " ابو محمد " چھٹی صدی کے بڑے علماء میں شمار ہوتے ہیں ۔ " محی السنۃ " کے نام سے یاد کئے جاتے ہیں ۔ کہا جاتا ہے کہ

ابو محمد جب " مصابیح السنۃ " کی تالیف سے فارغ ہوئے - تو آپ نے خواب میں حضرت رسول اللہ ﷺ کو دیکھا - آپؐ نے فرمایا - اللہ تعالیٰ تجھے ایسا زندہ رکھے جیسا کہ تو نے میری سنت زندہ کی - اس کے بعد لوگ اس کو " محی السنۃ " کے نام سے پکارنے لگے - چونکہ مصابیح السنۃ میں سند ذکر نہیں کی گئی تھی - صاحب مشکواۃ نے احادیث کو تین درجوں میں تقسیم کرکے ہر ایک حدیث کے ساتھ سند کا اضافہ کیا - جس سے کتاب کو عالمگیر قبولیت ملی -

کتاب کی ابتداء میں ابو عبداللہ نے ایک حدیث لائی ہے جو حضرت عمر بن الخطابؓ سے روایت ہے کہ حضرت رسول اللہ ﷺ نے فرمایا - " انما الاعمال بالنیات "

(ترجمہ) بے شک اعمال کا دارومدار نیت پر ہے - یہ وہ حدیث ہے کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب کی ابتداء اس سے کی ہے - اعمال کی قیمت بڑھنے کے لئے یہ حدیث بنیادی حیثیت رکھتی ہے - ہم سب کے لئے یہ ایک پیغام ہے - خوشخبری ہے کہ جب دنیا میں ہم دین کا کام کریں تو اس میں ایک ایسا جذبہ ہونا چاہئے جس کو " اخلاص " کہا جاتا ہے - یعنی یہ حدیث اخلاص کا پیغام دیتی ہے کہ طالب علم تمام دوسرے اغراض کو چھوڑ کر اس مقدس سفر میں کسی دوسری چیز کو شریک نہ ہونے دے -

محض اللہ کی رضا مقصود ہو - صرف طالب علم نہیں بلکہ پڑھانے والوں کے لئے بھی یہی پیغام ہے کہ دنیوی عہدے، مناصب اور مفادات ایک طرف ہوں اور بنیادی مقصد اللہ کی رضا ہو - ایک خادم اور محب دین ہونا بھی بڑی سعادت ہے - اس میں ضروری ہے کہ اخلاص ہو کیونکہ اخلاص ہی کے ساتھ عمل قیمتی بنتا ہے -

علماء کرام فرماتے ہیں کہ کسی کام کرتے وقت تین چیزیں ہوتی ہیں -

(1) علم - (2) ارادہ - (3) عمل

مثال کے طور پر سودے کے لئے بازار جانا ہو تو اس میں بھی یہی تین باتیں ہیں -

(1) علم ہو کہ فلاں بازار جانا ہے اور مطلوبہ چیز یہاں ملتی ہے -

(2) ارادہ ہو کہ فلاں چیز لینا ہے -

(3) اس کے بعد بازار جانا ہوتا ہے جو عمل ہے درمیان میں جو ارادہ ہے یہ نیت کے درجہ میں ہے -

اس بنیاد پر ایک بڑا عمل ہو لیکن نیت درست نہ ہو تو اس کی قیمت گھٹتی ہے اور اگر معمولی عمل ہو لیکن ارادہ اچھا ہو تو اس کی قیمت بڑھتی ہے - امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک روایت نقل کی ہے کہ " نیۃ المومن خیر من عملہ " عجیب بات ہے کہ نیت پر پیسے بھی نہیں لگتے اور کوئی محنت بھی کرنی نہیں پڑتی اور عمل پر محنت ہوتی ہے پھر بھی نیت کی قیمت زیادہ ہے اس کا مقصد علاء یہ بتاتے ہیں کہ اس کے ذریعے عمل میں ترقی ہوتی ہے - عمل کو شرف قبولیت نیت کی برکت سے ملتی ہے -

صوفیاء کہتے ہیں کہ علم عمل کے لئے بیج کی مانند ہے اور عمل کا میدان بمنزلہ زراعت ہے اور نیت اس کی آبیاری کا ایک ذریعہ ہے جیسا کوئی گنا یا گندم وغیرہ بوتا ہے تو اگر بیج اچھی ہو تو فصل بھی اچھی ہوگی - حدیث میں ہے کہ ایک کھجور رضائے الٰہی کے لئے خرچ کی جائے تو " احد " کے پہاڑ جتنا اس کو اجر ملے گا - اس کے دین میں اخلاص اور نیت کی درستگی آئی تو اللہ نے اس کا اجر اتنا بڑھا دیا -

نیت میں اخلاص پیدا کرنا ایک قیمتی سرمایہ ہے - ایک ہی عمل اخلاص کے ساتھ نجات کے لئے کافی ہے - ایک کانٹا اور پتھر راستہ سے ہٹانا حسن نیت کے ساتھ ہو تو قیمتی ہوتا ہے - ایک کافر کے ساتھ تعاون اور احسان ہو لیکن اس تصور کے ساتھ کہ اے اللہ تیرا بندہ ہے اور میں تعاون کرتا ہوں کہ تو راضی ہو تو کافر سے حسن سلوک بھی موجب اجر ہے - روایات میں ہے کہ ایک گنہگار خاتون نے جب پیاسے کتے کو اخلاص سے پانی پلایا تو اس کے مجرم ہونے کے باوجود ایک عمل کی قبولیت سے جنت کا فیصلہ ہوتا ہے - شہید کی شہادت بڑا عمل ہے - حدیث میں ہے کہ خون زمین تک پہنچنے سے قبل اللہ تعالیٰ کے دربار میں پہنچتا ہے لیکن جب اس

Scanned with CamScanner

عمل میں نیت صحیح نہ ہو - اللہ تعالیٰ کی رضا نہ ہو - دکھلاوا آجائے تو پھر یہ مقدس عمل تباہی کا ذریعہ بنتا ہے -

علم اللہ کی معرفت کا ذریعہ ہے - اس میں نیت صحیح نہ ہو تو یہ قیمتی سرمایہ جہنم کے داخلہ کا ذریعہ بنتا ہے -

سوال یہ ہے کہ اخلاص کیا ہے؟ حضرت تھانوی سے کسی نے پوچھا کہ اخلاص کی حقیقت کیا ہے؟ فرمایا کہ جو نیک کام کرے اس کو مقصود جان لے - جیسے آدمی نماز پڑھتا ہے تو اس کی نظر انجام اور خاتمہ پر نہیں ہوتی ہے بلکہ اللہ اکبر کہنا نیکی ہے - قیام' رکوع' سجدہ سب مستقل عبادتیں ہیں اگر سجدہ میں مرجائے تو نماز ہوگئی اس طرح ایک حاجی جب حج کے لئے جائے - راستہ میں مر بھی جائے تو اس کو حج کا ثواب ملے گا -

لہٰذا طالب علم کا بھی صرف یہ جذبہ ہو کہ محنت صرف تیری رضا کے لئے ہے - علم دیا تو تیرے دین کے لئے محنت کروں گا - اگر دل میں یہ ہے کہ فلاں مسجد کا خطیب بنوں گا یا فلاں مدرسے کا مہتمم یا مدرس بنوں گا تو عمل بے فائدہ ہے -

حضرت مولانا ذکریا رحمہ اللہ آپ بیتی میں لکھتے ہیں کہ کسی نے پوچھا تصوف کیا بلا ہے؟ اور ساتھ کہا کہ تین دن بعد اس کا جواب پوچھوں گا - مولانا فرماتے ہیں کہ میں نے جواب دیا کہ ابھی بتاتا ہوں سن لو -

تصوف کی حقیقت دو چیزیں ہیں - ایک حدیث سے تصوف کی ابتداء معلوم ہوتی ہے اور دوسرے سے انتہا - " انما الاعمال بالنیات الخ سے ابتداء او واعبد ربک کانک تراہ فان لم تکن تراہ الخ - تصوف کی انتہا ہے - جس کو احسان کہا جاتا ہے یہی تصوف کی حقیقت ہے - ایک پیر کی محنت مرید پر یہاں تک ہوتی ہے کہ دنیا میں محنت ہو - اس میں اللہ تعالیٰ مجھ سے راضی ہو - اس میں جب جاہ کا تصور نہ ہو - ڈگری اور القابات مقصود نہ ہوں - مرید اور شاگرد پر اس طرح محنت ہونی چاہئے -

علم سے مقصود عالم' مفتی' حافظ کہلوانا نہیں بلکہ اللہ کی رضا ہے - تصدق

کرنا یتیم اور فقیر سے تعاون یہ سب اللہ کی رضا کے لئے ہو - اس طرح محنت کرتے کرتے بات یہاں تک پہنچتی ہے - واعبد ربک کانک تراہ - فان لم تکن تراہ فانہ یراک " کہا جاتا ہے - عبادت میں یہاں تک رسوخ ہو کہ اللہ میری ہر حرکت و ادا دیکھ رہا ہے - اس کو تصوف کی اصطلاح میں احسان کہا جاتا ہے -

امام غزالی رحمہ اللہ نے ایک بزرگ کے بارے میں لکھا ہے کہ اس نے ایک دفعہ قصداً" نماز با جماعت قضاء کی - کسی نے پوچھا یہ کیوں - فرمایا تیس سال سے میں نے با جماعت نماز پڑھی لیکن ایک مرتبہ ایک رکعت چھوٹ گئی - تو جب بقیہ نماز کے لئے کھڑا ہوا - دل میں خیال آیا کہ یہ تو آپ نے اچھا نہیں کیا - لوگ کیا کہیں گے - اتنے بڑے عالم سے جماعت چھوٹ گئی - پھر خیال آیا کہ اس کا تو یہ مطلب ہے کہ تیس سال تک لوگوں کو دکھلانے کے لئے صف اول میں جماعت سے نماز پڑھتا رہا - اسی نیت کو صحیح کرنے کے لئے قصداً" ایک مرتبہ جماعت کے ساتھ نماز چھوڑ دی -

ایک بزرگ کی تصحیح نیت کے لئے یہ ایک ذاتی اور وقتی علاج تھا - اس پر ہمارے لئے عمل کی گنجائش نہیں کہ ہم بھی نماز با جماعت نہ پڑھیں اور اس کو علاج کا نام دیں - آپ کا معاملہ الگ تھا -

ہم اس مجلس میں اس مقصد کے لئے بیٹھے ہیں کہ صرف اللہ ہم سے راضی ہو - آج مادہ پرستی کا دور ہے - تم والدین اور رشتہ داروں کے لئے بہت کچھ کرسکتے تھے - والدین نے تمہیں ایک عظیم سنہری موقع دیا ہے - تم پر بڑا احسان کیا ہے -

یہ مقدس محنت ہے - خدارا اس کو دنیا کی بازاروں میں نیلام نہیں کرنا چاہئے -

اساتذہ کرام تمہارے محسنین ہیں ان کے لئے دعا کریں اس کے علاوہ اپنے والدین جامعہ کے محسنین و معاونین تمام کے لئے دعا کرنا بلکہ پوری انسانیت کے لئے دعا کرنا تمہارا فریضہ منصبی ہے -

سینکڑوں طلباء میں تمہارا جو انتخاب ہوا ہے - اللہ گواہ ہے - اس میں کوئی

Scanned with CamScanner

ذات پسند کر فرما نہیں بلکہ محض اللہ کا احسان ہے۔ اللہ اس انتخاب کو مقبول بنا دے۔ بیسے قابل طلباء داخلہ نہ ملنے کی وجہ سے واپس چلے گئے۔ ہمیں اس پر افسوس ہے کیونکہ ہمارے حالات کمزور ہیں۔ اب بھی تعداد دو سو سے زائد ہے۔ جگہ بہت محدود ہے۔ آپ کو بھی تکلیف ہوگی مسجد میں بھی جگہ نہیں۔ کھانے پینے میں بھی مشکلات ہوں گی۔ مقصد ہمارا اللہ تعالیٰ کی رضا مندی ہے۔

ہماری کوشش ہوتی ہے کہ طلباء کو سہولت ہو لیکن کیا کریں ہر سال کی آمدن لے کر کام شروع کرتے ہیں۔ دوسرے سال اس سے حالت زیادہ سنگین ہوتی ہے۔ میرا خیال ہے کہ اگر سینکڑوں کنال زمین ہو۔ پھر بھی تنگی محسوس ہوگی۔

ہمارے لئے اس میدان میں صحابہ کرام اور اسلاف کی قربانیاں نمونہ ہیں۔ اکابرین نے قربانیاں دے کر دین پہنچایا ہے۔ تمہیں بھی قربانیاں دینی ہوں گی۔

اصحاب صفہ ان قربانیوں کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے محبوب بنے اور اللہ تعالیٰ نے آسمان سے ان کے لئے سلام بھیجا۔ صحابہ کی حالت یہ تھی کہ لوگ کھجور لاتے۔ صحابہ اس کو کھاتے اور پانی پی کر سبق میں بیٹھ جاتے۔ ان میں ایک ایمانی ذوق تھا۔ تکلیف برداشت کرنے میں ان کو راحت ملتی تھی۔

آج طلباء کو اللہ آسانی سے رزق دیتا ہے یہ ان کی قربانیاں ہیں۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں۔ مجھے جب بھوک لگ جاتی تو میں لوگوں سے آیت کا مقصد پوچھتا تاکہ لوگ میری حالت جان کر کھانا کھلا دیں چنانچہ ایک دفعہ میں۔ نے حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ سے ایک مسئلہ کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے بتایا کہ مسئلہ اس طرح ہے میں نے کہا کہ تم میرا مطلب نہیں سمجھے ہو۔ پھر میں نے حضورؐ سے پوچھا تو فرمایا کہ آؤ میرے ساتھ چلو میں تمہارا مقصد سمجھ گیا۔

ایک مرتبہ گھر سے نکلا۔ راستے میں ساتھی ملے۔ میں نے پوچھا کہاں جا رہے ہوں تو انہوں نے کہا کہ آپ کہاں جا رہے ہو۔ میں نے کہا بھوکا حضرت کے دربار جا رہا ہوں۔ دوسرے ساتھی کہنے لگے ہماری بھی یہی حالت ہے۔ ہم حضرت کے پاس گئے آپ نے ہم میں سے ہر ایک کو دو دو کھجور دیئے۔ میں نے ایک کھجور

کھا لیا اور ایک جیب میں رکھا۔ آپؐ نے فرمایا۔ ابو ہریرہؓ تم نے بہت جلد کھجور کھایا۔ میں نے عرض کیا کہ حضرت ایک کھجور کھا کر دوسرا کھجور ماں کے لئے لے جاؤں گا۔ آتے وقت وہ بھی بھوکی تھی۔ آپؐ نے فرمایا یہ تم کھاؤ جب تم گھر جاؤ گے میں تمہیں تمہاری والدہ کے لئے دوسرا کھجور دے دوں گا۔ بھوک کی یہ حالت بھی ہے لیکن جب سے مدرسہ نبوی میں داخلہ لیا تو ایک دن بھی غیر حاضری نہیں کی۔ کبھی دربار نبویؐ کو نہیں چھوڑا چنانچہ اس مختصر عرصہ میں علم کی عظیم دولت حاصل کی۔ 5364 روایات آپ کے ذریعہ سے امت کو ملیں جو روایات کا عظیم ذخیرہ ہے۔

معزز ساتھیوں۔ دنیا سے بے فکر رہ کر دل جمعی سے اپنی محنت کرو علم کے ساتھ ایمان پر بھی محنت ہو۔ خدا کرے کہ علم سے ایمان کی کیفیت مضبوط رہے۔ رزق کی فکر نہ کرو۔ اللہ تم کو رزق دے گا۔ وہ غنی ہے۔ اعتماد اللہ کی ذات پر رہے اگر اللہ پر اعتماد نہ ہو تو اور کس پر ہوگا تمام ضروریات اللہ پوری کرے گا اگر اللہ تعالیٰ کی ذات پر اعتماد ہو۔ حضرت رسول اللہ ﷺ کی محبت دل میں ہو اور محنت ہو تو اللہ تعالیٰ علم کے دروازے کھول دے گا۔

اللہ تعالیٰ کا احسان مانو کہ اس نے تمہیں اس میدان کے لئے منتخب کیا ہے۔ ورنہ وہ تو غنی ذات ہے۔ وہ اپنے دین کا کام کسی دوسرے طریقہ سے کسی دوسرے کو منتخب کرکے لے سکتا ہے۔

اگرچہ ہمارے افتتاح کے لئے 3 فروری مقرر کیا لیکن تعلیمی مشوروں کی وجہ سے یہ معاملہ 8 فروری تک پہنچا۔ یہ تاخیر اگرچہ اسباق میں ہوئی لیکن پھر بھی تعلیمی مشورے ہمارے جاری تھے۔ انشاء اللہ یہی مشورے پورے سال تعلیمی کار گزاری کے لئے مفید رہیں گے۔ واخر دعوانا ان الحمد للّٰہ رب العالمین۔

Scanned with CamScanner

کفار کے حربوں کے خلاف عالم اسلام کی جہادی معیشت اور تجاویز

مفتی ذاکر حسن نعمانی

ذرائع ابلاغ کی انتہائی ترقی کی وجہ سے ساری دنیا کے ہر قسم کے حالات ہر پڑھے لکھے کے سامنے ہیں بلکہ جاہل اور ان پڑھ بھی دنیا کے حالات کے بارے میں بہت کچھ جانتے ہیں۔ اس مادی دور کے اندر ہر ملک و قوم کا نمبرون مسئلہ معاشی ترقی اور استحکام ہے۔ ترقی پذیر ممالک کی معیشت کی کشتی تو معاشی بحران کے بھنور میں ڈول رہی ہے لیکن ترقی یافتہ ممالک بھی عملاً" اس بھنور میں پھنسنے والے ہیں۔ یہ ترقی یافتہ ممالک اسی مسئلہ کو رو رہے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ کوئی ملک و قوم دوسرے ملک اور قوم کا خیر خواہ نہیں۔ ہر ملک و قوم دوسرے پر اپنی برتری ثابت کرنے کے لئے دوسرے کو ہر طرح دبانے کی کوشش کرتا ہے۔ اس کے لئے بڑے عجیب عجیب حربے استعمال ہو رہے ہیں۔ بظاہر خیر خواہ اور آشنا بن کر دوسرے ملک کو تباہ کرنے کی اندر سے زبردست اور پر حکمت حکیم کارفرما ہوتی ہے۔ امریکہ اس حکمت عملی میں سر فہرست ہے۔ وہ چاہتا ہے کہ پوری دنیا پر اس کی کج کلاہی کا سکہ قائم رہے ہر ایک کا مرنا جینا اس کے زیر منت رہے۔ مجموعی لحاظ سے دیکھا جائے تو وہ اس وقت پوری دنیا کا بے تاج بادشاہ معلوم ہوتا ہے۔ ہر ملک میں اس کی پالیسیاں عملی طور پر کارفرما نظر آتی ہیں بلکہ اس کی کرنسی (ڈالر) کا بھی پوری دنیا میں راج ہے۔ لوگ اتنے مرعوب ہوگئے کہ ڈالر کو سونے سے زیادہ اہمیت دیتے ہیں۔ ہر ایک فرد' قوم اور ملک کی خواہش ہے کہ ان کے پاس ڈالر کا وافر مقدار میں ذخیرہ ہو تو ملک مستحکم

ہوگا۔ عالمی مالیاتی ادارے ڈالر کی شکل میں قرضے دیتے ہیں۔ خود یورپی حکومتیں بھی امریکہ کی اس اقتصادی بالادستی سے تنگ آگئے ہیں۔ مشرق بعید کے ممالک میں دو سال قبل آنے والے بحران کی وجہ سے دنیا کی مضبوط ترین اقتصادی قوت جاپان کا تمام مالیاتی ڈھانچہ درہم برہم ہوگیا ہے۔ جاپانی بنکوں کی 500 ارب ڈالر سے زائد کی سرمایہ کاری مشرق بعید کے ممالک میں تھی ان ممالک کے بحران سے یہ تمام رقم ڈوب گئی۔ میرے خیال میں دنیا کے تمام بحرانوں کا ذمہ دار امریکہ کو ٹھہرایا جائے تو بے جا نہ ہوگا۔

یورو

یورپی ممالک نے دنیا کے بحرانوں کی وجہ معلوم کرلی۔ گیارہ یورپی قوموں نے اپنی کرنسیاں 31 دسمبر 1998ء کو یورو میں تبدیل کرکے ایک اقتصادی دیو کی شکل عطا کردی ہے۔ اس نئی کرنسی نے اپنی ننھی منھی تخلیق کے ساتھ ہی امریکہ کے ڈالر پہلوان کو اور اس کی عالمی بالادستی کو چیلنج کردیا۔ جن ممالک نے یورو کرنسی اختیار کی ہے۔ ان میں جرمنی' فرانس' اٹلی' اسپین' نیدر لینڈ' بلجیم' آسٹریلیا' پرتگال' فن لینڈ اور لکسمبرگ شامل ہیں۔ اب دنیا کی تاریخ میں پہلی مرتبہ ڈالر کو برابر کی ٹکر کا سامنا معلوم ہوتا ہے۔ امریکہ کے فیڈرل ریزور کے چیئرمین ایلن گرین سپین کے بقول یورو ایک خوفناک خواب کی تعبیر ہے جو دنیا کی اقتصادی تباہی کا نقطہ آغاز ہوگا۔ ڈالر کے بے وقعت ہونے سے دنیا بھر کے وہ ممالک جنہوں نے اپنے زر مبادلہ کے ذخائر ڈالر میں رکھے تھے وہ یورو خریدیں گے۔ ڈالر کی قیمت گرے گی اور یورو کی قیمت بڑھے گی۔ ایسا مسلسل عمل ہوگا۔

یورو کے اثرات

عالمی منڈی میں ان دو کرنسیوں کی کشتی سے ضرور دنیا کی اقتصادی حالت متاثر ہوگی۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ امریکہ کی عالمی بالادستی تو ختم ہو جائے گی لیکن عالمی معیشت کو ایک دھچکا ضرور لگے گا۔ دو ہاتھیوں کی جنگ ہو رہی ہو تو بیچ میں آنے والا ہر چھوٹا جانور پس کر رہ جاتا ہے۔ ان کرنسیوں کی جنگ کے عملی اثرات تو کچھ عرصہ بعد ظاہر

ہوں گے فی الحال ان کی جنگی تیاریاں شروع ہیں بظاہر اس وقت ڈالر اکھاڑے میں اکیلا کھڑا دندنا رہا ہے۔

عالمی سطح پر ترقی

مسلم اقوام ہمیشہ دوسری اقوام کے خیر خواہ رہے ہیں اور رہیں گے۔ اسلامی تعلیمات اور مسلمانوں کی شاندار ماضی کی تاریخ شاہد عدل ہے۔ خود حضورؐ رحمت کائنات تھے اور اب بھی دنیا کی بقاء اللہ کے نام کی بقاء کے ساتھ وابستہ ہے اور اللہ کے نام لیوا مسلمان ہیں۔ یہ الگ بات ہے کہ ایک مادہ پرست اور خدا بے زار اس بات کو نہیں سمجھ سکتا۔

کفار کا مقابلہ

غیر مسلم خاص کر موجودہ یورپی حکومتیں اور امریکہ عالم اسلام کا دشمن ہے ان یورپی اقوام اور امریکہ کی پوری کوشش اور پالیسی ہے کہ عالم اسلام ان کے دست نگر رہے۔ ہر معاملہ میں مسلمان مجبور' مقهور اور معتوب رہیں۔ وہ چاہتے ہیں کہ مسلمان بھکاری بن کے ان کے در پر پڑے رہیں۔ یہی وجہ ہے کہ تقریباً" ہر مسلم ملک عالمی مالیاتی اداروں کا مقروض ہے ان کفار کا ہر میدان میں مقابلہ بہت بڑا جہاد ہے۔ وہ جس حربے کو بطور ہتھیار استعمال کرتے ہیں۔ عالم اسلام کو چاہئے کہ ان کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر ان کو انہیں کے حربوں کو استعمال کرکے دندان شکن جواب دیں۔

شبہ

دین تو خیر خواہی کا نام ہے ہر مسلمان ہر کسی کا خیر خواہ ہے۔ کیا ان کفار کو قتل کرنا اور مغلوب کرنا ان کی بدخواہی نہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ اسلام ایک عادلانہ اور خیر خواہانہ مذہب ہے۔ اسلام غیر مسلم کے وجود کو برداشت کرتا ہے۔ اسلامی فقہ کی کتابیں ان کے بارے میں احکامات سے بھری پڑی ہیں۔ غیر مسلم کو اسلام کی دعوت دینا ان کی سب سے بڑی خیر خواہی ہے کیونکہ اگر وہ اسلام کی دعوت قبول کرلیں تو ابدالآباد کی

کامیابی سے ہمکنار ہو جائیں گے۔ اگر اسلام قبول نہ کریں تو جزیہ قبول کرکے اسلام کے زیر کفالت زندگی بسر کریں گے۔ اگر اسلام محض ان کے قتل کے درپہ ہوتا تو ان کو بالکل زندہ رہنے کا حق نہ دیتا۔ یہ اسلام کی تمام مذاہب میں سب سے بڑھ کر فراخ دلی ہے۔ اس کے بعد جو جہاد بالسیف اور قتال کا مرحلہ ہے تو وہ بھی مجموعی لحاظ سے پوری دنیا کو ایک نئی زندگی عطا کرتا ہے یہ آپریشن کا مرحلہ ہوتا ہے جس کی وجہ سے مریض سے فاسد مادہ نکال کر اس کو ایک نئی اور صحت مند زندگی کی نوید سنائی جاتی ہے۔ جہاد کا مقصود اصلی کلمۃ اللہ کی بلندی اور کفار کے رعب کو ختم کرنا ہوتا ہے۔ اس مقصد کو پورا کرنے کے لئے اگر کسی کافر کی جان جائے تو کوئی حرج نہیں کیونکہ مقتول کافر اسلامی صحت مند معاشرہ کا ایک فاسد مادہ تھا جس کو بحکم الہی ختم کرنا ضروری ہوتا ہے۔

جہاد کی نئی اقسام

جہاد صرف قتال کا نام نہیں۔ اس کی ابتداء لسان ہے اور انتہاء سنان ہے۔ جہاد مامور بہ ہے اور قیامت تک جاری رہے گا لیکن اس کا طریقہ کیا ہے یہ اجتہادی چیز ہے۔ نماز مامور بہ ہے لکین نماز کی ادائیگی کا طریقہ بھی شریعت نے بتا دیا ہے۔ اس طریقہ سے ذرہ برابر انحراف نماز کو خراب کر دیتی ہے۔ بعض اوقات نماز ہی نہیں ہوتی۔ یعنی اس نے اقیموا الصلوۃ حکم پورا ہی نہیں کیا۔ حج ایک شرعی حکم ہے اور ادائیگی کا طریقہ بھی شریعت نے بتا دیا۔ حضورؐ کا ارشاد ہے خذوا عنی مناسکم حج کے احکام مجھ سے حاصل کرو۔ نماز کے بارے میں فرمایا صلوا کمارا یتمونی۔ مجھے دیکھ کر نماز پڑھو۔ روزہ ایک حکم ہے لیکن کیسے رکھا جائے اس کا طریقہ بھی اسلام نے بتا دیا۔ بعض احکامات ایسے ہیں کہ وہ مامور بہ ہیں یعنی شریعت نے ان کا حکم دیا ہے لیکن وہ احکامات کیسے پورے کئے جائیں اس کے بارے میں شریعت خاموش ہے۔ اگرچہ اس حکم کو حضورؐ اور صحابہ کرامؓ نے اپنے اپنے دور میں پورا کیا ہے لیکن ان کی متعین شکلیں ہمیں نہیں بتائیں جن سے انحراف اس حکم کے پورا کرنے سے انحراف ہو۔ معلوم ہوا کہ اس حکم کی تکمیل امت کے اجتہاد پر چھوڑ دی۔ امتی اس کو جس طریقہ سے پورا کرے تو حکم کی پیروی ہو جائے گی۔

نہیں کہہ سکتے کہ حکم عدولی ہوگئی - مثلاً" علم حاصل کرنے کا حکم ہے اس کے فضائل [illegible] بتلا دیئے - لیکن حضورؐ نے اس کو کیسے پھیلایا - صحابہ کرامؓ نے کیسے پھیلایا اور کیسے حاصل کیا اس کی شکلیں ہر دور میں مختلف رہیں - آج کل اس کی بہترین شکلیں مدارس عربیہ ا[illegible] بڑے بڑے جامعات ہیں - ان مدارس اور جامعات کی موجودہ شکلیں' نظام اور نصاب وغیرہ سب اجتہادی امور ہیں - شریعت اس کے بارے میں بالکل خاموش ہے - دعوت و تبلیغ ایک حکم شرعی ہے لیکن دنیا کے اندر اسلام عملاً" کیسے پھیلایا جائے - اس کی ہر دور میں مختلف شکلیں رہیں ہیں - حضورؐ اور صحابہ کرامؓ نے بھی پھیلایا - آج کل اس کی بہترین اور موثر شکل تبلیغی جماعت اور اس کا نظام ہے - سال' تین چلے' ایک چلہ' سہ روزہ لگانا' گشت' شب جمعہ' تعلیم یہ امور منصوصی اور مسنون نہیں لیکن ایک امر شرعی کی تکمیل کی مبارک اور بار آور شکل ہے اس طرح جہاد ایک ماموربہ ہے - الجهاد ماض الٰی یوم القیامته - لیکن کفار سے کس طرح لڑا جائے کون سا اسلحہ استعمال کیا جائے - شریعت نے کوئی واضح اور حتمی شکل نہیں بتائی اتنا بتا دیا کہ واعدو الهم ما استطعتم اور تیار کرو ان کی لڑائی کے واسطے جو کچھ جمع کرسکو اس لئے کفار کے خلاف ان کو ضرر پہنچانے اور اعلائے کلمتہ اللہ کے لئے جو طریقہ بھی استعمال کیا جائے وہ جہاد کے زمرہ میں آئے گا بلکہ اس کے بارے میں صریح نص موجود ہے - ولا یطون موطئا یغیظ الکفار ولا ینالون من عدو نیلا" الا کتب لهم به عمل صالح ان الله لا یضیع اجر المحسنین - اور نہیں قدم رکھتے کہیں جس سے کہ خفا ہوں کافر اور نہ چھینتے ہیں دشمن سے کوئی چیز مگر لکھا جاتا ہے ان کے واسطے اس کے بدلے نیک عمل بے شک اللہ نہیں ضائع کرتا حق نیکی کرنے والوں کا - مولانا اشرف علی تھانوی ولا ینالون من عدو نیلا کا ترجمہ کرتے ہیں اور دشمنوں کی جو کچھ خبرلی - اس آیت کا حاصل یہی ہے کہ دشمن کو کسی طرح بھی ضرر دینا شریعت کا مطلوب اور مقصود ہے اور حکم کی پیروی ہے - سنا ہے شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنی رحمہ اللہ کھدر کا کپڑا استعمال کرتے تھے اور یورپ کی صنعت کا کپڑا استعمال نہیں کرتے تھے اور یہ آیت ولا ینالون من عدو نیلا" پڑھا کرتے کہ یہ بھی دشمن کو تکلیف دیتا ہے اور باعث اجر ہے - مفسرین فرماتے ہیں کہ "لا [illegible]

[illegible]الون کا مطلب ہے دشمن کو قتل کرنا' قیدی بنانا اور ان کو لوٹنا ہے یا ان کو شکست دینا [illegible] تفسیر قرطبی میں ہے قال ابن عباس بکل نوعته تنالهم فی سبیل الله [illegible]؟ [illegible]بعون الف حسنه - اللہ کے راستے میں کفار کو جو ڈراوا بھی دیا جائے اس پر ستر ہزار [illegible] نیکیاں ملتی ہیں - یہ مطلب بھی ہوسکتا ہے کہ اللہ کے راستے میں مسلمانوں کو ہر تکلیف پر [illegible] ہزار نیکیاں ملتی ہیں -

کفار کے حربے

کفار نے عالم اسلام کو زیر کرنے یا دبا دینے کے لئے جو جو حربے اختیار کر رکھے [illegible]ہیں ان کو انہی کے حربوں میں جواب دینا جہاد کی ایک بہترین شکل ہے - اس وقت امریکہ اور کفار کا بڑا مقصد عالم اسلام کی سیاسی اور اقتصادی تباہی ہے - اس کے لئے باقاعدہ منصوبہ بندی سے کام لیتے ہیں - پینٹاگون کے نام سے جو ادارہ ہے ان کا مستقل کام یہی ہے [illegible]ساری دنیا کے لئے پالیسیاں وضع کرتے ہیں - دنیا کے اندر اپنے سیاسی نظاموں کو نافذ کرتے ہیں - پوری دنیا کی معیشت کو اپنے کنٹرول میں رکھا ہے۔ سعودی عرب جیسے ملک کو بھی مقروض کردیا - عالمی مالیاتی ادارے ان کے ہیں - ڈالر کا راج ہے اب یورو کی حکمرانی کا سوچ رہے ہیں - اول تو یورو اور ڈالر کی کشتی کا نتیجہ ابھی سامنے نہیں آیا - بہرحال جو بھی جیت جائے جیت کافر کی ہے - اگر ڈالر کی بالادستی قائم رہ گئی تو امریکہ کی بدمعاشی اور مضبوط ہو جائے گی - اگر یورو جیت گئی تو پھر بھی کفار کی جیت ہوگئی - بدمعاشی ایک فرد سے منتقل ہو کر ایک پارٹی کے پاس چلی جائے گی - پہلے ڈالر کے آسرے پر تھے پھر یورو کے دست نگر بن جائیں گے - مسلمانوں کو تو کچھ بھی ہاتھ نہیں آئے گا - ان کی ہر میدان میں موجود بالادستی ان ہی کے ساتھ رہے گی - ان کی آپس کی کشتی سے خوش فہمی میں مبتلا نہیں ہونا چاہئے - امریکہ اور ان کفار کی مکمل کوشش ہے کہ کوئی مسلم حکومت سٹیبل اور مستحکم نہ رہے - اگر کوئی مسلمان مالدار ملک ہے تو اس کی دولت ان کے بنکوں میں ہے یا کسی طریقے سے ان کی دولت کو بٹورتے ہیں - خلیج کی جنگ میں کویت اور سعودی عرب کی دولت کو جس عیاری سے لوٹا ہے وہ سب جانتے ہیں دوسری طرف عراق کو زبردست

Scanned with CamScanner

اقتصادی دھچکا دیا ہے - سعودی عرب سے تیل بہت سستا خریدتے ہیں اور ساتھ ہدایات بھی دیتے ہیں کہ ملک میں یہ اقتصادی پالیسی اختیار کرو اور یہ نہ کرو - مثلاً" کبھی کہتے ہیں کہ گندم نہ اگاؤ - اس لئے کہ تمہارا تیل بکتا ہے - سعودی عرب کے پاس تو زراعت کے لئے کافی زمین موجود ہے - دولت کی فراوانی ہے - مسلم ممالک سے مسلمانوں کو بھرتی کرکے زمین کی کاشت کو خوب ترقی دے سکتے ہیں - پورا عالم اسلام گندم وغیرہ میں خود کفیل ہوسکتا ہے یہی مسئلہ ہر ملک کا ہے خود ہمارے ملک میں کتنی زمین بنجر پڑی ہے - اس بنجر زمین کو آباد کرنے کے لئے نئی بھرتی کی ضرورت نہیں - ہمارے ملک میں عام فوجی سپاہیوں کے علاوہ لاکھوں کی تعداد میں بٹ مین ہیں صرف ان سے منصوبہ بندی کے تحت زمین کو آباد کرنے کام لیا جائے تو پندرہ سال میں ملک زمنی پیداوار میں خود کفالتی کے علاوہ بہت مال برآمد بھی کرے گا - عام فوجیوں سے بھی دن میں چند گھنٹے کام لیا جائے تو ملک خوب ترقی کرسکتا ہے - فوجیوں کی ورزش بھی ہوتی رہے گی - بقیہ اوقات میں اپنے فرائض سرانجام دیتے رہیں ویسے بھی اب فوج' پولیس اور ملیشیاء وغیرہ وہ ادارے جو اپنے فرائض کی ادائیگی میں ملک کوئی مادی فائدہ نہیں دیتے وہ اب معیشت کی دوڑ میں آہستہ آہستہ شریک ہو رہے ہیں پولیس اور فوج نے کئی پٹرول پمپ بنا لئے - بیکریاں بنالیں - بعض زمینوں کو لیز پر دیتے - کفار اور امریکہ کی پوری کوشش ہے کہ کوئی مسلم حکومت مستحکم نہ ہو کیونکہ اس طرح ملک مادی ترقی کی طرف متوجہ ہو جائے گا - آج کل ترقی تو مشکل نہیں کیونکہ ہر ملک نئی چیز بنانے کے قابل ہے پہلے نیوٹن بننا مشکل تھا - اب تو نیوٹن بننا آسان ہے - پہلی ہوائی جہاز بنانا مشکل تھا اب آسان ہے - پہلی مرتبہ بلب کی ایجاد مشکل تھی اب تو بلب کے کارخانے لگ گئے - فارمولے عام ہوگئے خام مال وافر مقدار میں موجود ہے - ہر چیز پرزے دستیاب ہیں - تعلیم عام ہوگئی افراد اور رجال کار ہر ملک میں زیادہ ہیں - ذرائع رفت میں کافی وسعت ہے الغرض کوئی کارنامہ سرانجام دینا مشکل نہیں - کمی صرف بندی' ہمدردی' ایثار اور اتفاق و اتحاد کی ہے - ان خامیوں سے بچنا بہت بڑا کارنامہ ہے تو معلوم ہے کہ اگر کوئی مسلم ملک بھی چند سالوں کے لئے بیرون اور داخلی سازشوں محفوظ ہوگیا تو بہت جلد ترقی کر جائے گا - اس لئے وہ اپنا ہم سر کسی کو بننے نہیں دیتے

ویسے بھی فطری بات ہے کوئی اپنا شریک ماننے کو تیار نہیں اس لئے کفار مسلم ملک کو بیرونی اور خارجی ہر قسم کے مسائل میں الجھا دیتے ہیں - عرب ممالک کو عراق کی قوت پر ناز تھا اور ان کا ایک مادی آسرا تھا لیکن کفار نے اس کا کیا حشر کردیا - سعودی عرب کو مقروض کردیا - کویت کی دولت کو لوٹ رہے ہیں - سعودی عرب میں کیسی عیاری سے داخل ہوگئے - ان کے وہاں بچے پیدا ہو رہے ہیں وہاں کے پیدائشی باشندے بن جائیں گے - شاید وہ لوگ سعودی عرب پر قبضہ کے خواب دیکھ رہے ہیں - برصغیر پر تو سو سال حکومت بھی کر گئے خدا وہ وقت نہ لائے کہ حرمین شریفین پر اغیار کا قبضہ ہو - پاکستان کی اقتصادی پالیسیاں وہ بنا رہے ہیں - آج تک ملک میں روزگار کا مسئلہ حل نہیں ہو رہا' غربت بڑھ رہی ہے روزگار مہیا نہیں' تعمیری کام نہیں ہوتے' نوکریاں نہیں ملتی' صرف ایک محکمہ وزارت پر پابندیاں نہیں ہوتیں ہر دور میں اس میں خالی آسامیاں نکلتی رہتی ہیں یا نئی آسامیوں کی تخلیق ہوتی ہے اور اس میں کسی غریب اور حالات کے مارے کو وزارت مل جاتی ہے - افغانستان کی نئی اور صحیح اسلامی حکومت میں برابر دخل اندازی ہو رہی ہے لیکن عالم اسلام خاموش ہے اگر کوئی مسلمان اپنی طرف سے یورپ کو آنکھیں دکھاتا ہے تو وہ انٹرنیشنل دہشت گرد بن جاتا ہے فوج کا محکمہ ملک کے دفاع کے لئے ہوتا ہے فوج ملک و قوم کے دفاع کے لئے لڑے تو فرض شناس کہلاتی ہیں لیکن کوئی عالم اسلام کے دفاع کے لئے لڑے تو وہ دہشت گرد بن جاتا ہے -

مسلمانوں کا جہاد

(1) مسلم ممالک کو چاہئے کہ ڈالر اور یورو کے مقابلہ میں اپنی ایک عالمی کرنسی تخلیق کریں - تاکہ عالمی اقتصادیات میں ڈالر اور یورو کا مقابلہ ہوسکے

(2) یو این او کی طرح ایک مسلم بلاک یا آرگنائزیشن ضروری ہے جو مسلمانوں کے ہر قسم کے مسائل کو جلدی حل کرے -

(3) مسلمانوں کا اپنا ایک عالمی مالیاتی ادارہ ہو جو بوقت ضرورت ہر ملک اسلامی کو

غیر سودی قرضے فراہم کرے - ساری دنیا کے مسلمان مالدار لوگ اس
ادارے کو اپنی رقم بطور قرضہ حسنہ یا عطیات کے طور پر دیں -

(4) ہر مسلم ملک کے داخلی یا خارجی انتشار کو خود حل کریں - مثلاً" مسئلہ کشمیر کے حل کے لئے آج تک سب کی نظریں امریکہ پر ہیں ہم صرف اس لئے رہ گئے کہ نعرہ ایجاد کریں - کشمیر بن کے رہے گا پاکستان یہ بسوں پر لکھ دیں ضد نہ کر کشمیر ہمارا ہے یا قدم بڑھاؤ ہم تمہارے ساتھ ہیں - عراق کو کفار تباہ کر رہے تھے اور مسلم ممالک میں جلوس کا نعرہ تھا صدام قدم بڑھاؤ ہم تمہارے ساتھ ہیں - عالم اسلام پر یلغار ہوتی ہے اور ہم اپنے ملک میں جلوس نکالتے ہیں - احتجاج کرتے ہیں کہ ہم اپنے مسلمان بھائیوں کے ساتھ اس مظلومیت میں برابر کے شریک ہیں - کبھی کلنٹن کا پتلا جلاتے ہیں کبھی احتجاجی کنونشن بلاتے ہیں کبھی ان کی وزارت خارجہ کے سامنے بھوک ہڑتال کرتے ہیں - کبھی ان کے ہائی کمشنر کو خطوط لکھتے ہیں - کبھی کشمیر واک کرتے ہیں - کبھی اظہار یک جہتی کے لئے یوم یک جہتی مناتے ہیں - کبھی اس دن چھٹی مناتے ہیں - کبھی یوم الحداد یعنی سوگ کا دن مناتے ہیں - یہ سب بزدلی کے طریقے ہیں - مسلمانوں کے ساتھ بہترین راستہ جہاد کا تھا لیکن مسلمانوں نے اس کو بالکل ترک کردیا - اگر ہم کفار کے ساتھ قتل و قتال والہ جہاد نہیں کرسکتے تو مذکورہ طریقوں پر عمل بھی جہاد ہے -

(5) ہم کفار کا اقتصادی بائیکاٹ بھی کرسکتے ہیں - بابری مسجد کی شہادت کے بعد احقر نے ایک تقریر میں کہا کہ انڈیا کی فلمیں دیکھنا چھوڑ دو - ان کے فحش رسائل اور فلمی گانوں کی کیسٹیں خریدنا بند کردو اور اس پر عمل ہر فرد کے بس میں ہے لیکن اس پر کسی نے عمل کیا - حالانکہ ان دنوں سارے پاکستانی سیخ پا تھے - ہندو کو مارنا آسان ہے لیکن انڈیا کی فلم نہ دیکھنا مشکل ہے - ٹی وی پر سارے پروگرام ہندوستان کے دیکھتے ہیں اور دعویٰ

ہے کہ ملک کے ساتھ محبت ہے' ٹی وی کے جواز یا عدم جواز کی بات نہیں کر رہا - ہم بیرون ملک کی اشیاء کو ترجیح دیتے ہیں تو لازماً" ترقی ان کی صنعت کرے گی -

(6) ہر ملک کے ہر میدان کے قابل اور ماہر افراد کو جمع کیا جائے اور ان کو اپنی لائن میں معقول معاوضوں اور رعایات کے ساتھ کھپایا جائے لیکن بدقسمتی سے قابل جوہر اور دماغ کی قدر نہیں - اچھے اچھے رجال کار ملک چھوڑ کر چلے جاتے ہیں - ان قابل جوہروں کی قدر سے مزید قابل افراد پیدا ہوں گے - امریکہ ہرجگہ سے اچھے دماغ جمع کرتا ہے ان عالی دماغ لوگوں کی محنت کا پھل امریکہ کھاتا ہے - نام امریکہ کا ہے - ترقی یافتہ ملک ہے اچھا ذہن اور ذہانت تو عطیہ خداوندی ہے کیا مسلم ممالک میں قابل جوہر پیدا نہیں ہو رہے یقیناً" ہیں لیکن ان کی قدر دانی نہیں -

(7) اسراف اور عیاشی پر مکمل پابندی ہونی چاہئے ہمارے ملک میں گولڈن جوبلی پر کروڑوں روپے صرف کئے - چند دن پہلے قومی پرچم مارچ تھا - ہر شہر میں چند چند قدم پر بورڈ لگے ہوئے ہیں جن پر مختلف نعرے لکھے ہوئے ہیں مثلاً" خیبر تا چاغی قوم پرچم مارچ - ایک ایک بورڈ پر ہزاروں روپے خرچ کئے ہیں - خدا جانے پورے ملک میں کتنے کروڑ کی رقم بے جا صرف کی ہوگی - پھرتے پھرتے ولیمہ کے اندر ان کو اسراف نظر آیا' اس پر بھی عجیب عجیب پابندیاں اخبارات میں دیکھنے میں آتی ہیں - جنہیں پڑھ کر لوگ مذاق سمجھتے ہیں - وزراء اور افسر شاہی کی شاہ خرچیوں پر کوئی پابندی نہیں قرض کے نام سے یہی دو طبقے ملک و قوم کی رقم لوٹتے ہیں اور سب سے زیادہ واویلا یہی طبقات کرتے ہیں - چور مچائے شور والا معاملہ ہے -

تعلیمی مساوات

ہر بچے کو تعلیمی مواقع فراہم کرنا ضروری ہے کیا صرف مالدار اور عہدیدار

کے گھر قابل بچہ ہوتا ہے کیا کسی غریب کے گھر قابل بچہ پیدا نہیں ہوتا؟ ملک میں کئی میڈیم کے سکول چل رہے ہیں - عہدوں پر اجارہ داری ہے - ملک کی قومی زبان اردو ہے - علاقائی زبانیں الگ الگ ہیں لیکن سرکاری اور تعلیمی زبان انگریزی ہے - ڈاکٹری، انجینئرنگ، وکالت وغیرہ انگریزی زبان میں ہیں - اس وقت ترقی یافتہ ممالک میں صرف امریکہ اور برطانیہ کی زبان انگریزی ہے بقیہ تمام ممالک نے اپنی اپنی زبان میں ترقی کی ہے - ہر فن اپنی مادری زبان میں سیکھنا بہت آسان ہوتا ہے یہی وجہ ہے کہ ہمارے ڈاکٹر، انجینئر اور وکیل اعلیٰ تعلیم کے لئے اور تخصص کے لئے بیرون ملک کا رخ کرتے ہیں - خود امریکہ اور برطانیہ والے کسی اجنبی زبان میں ڈاکٹری اور انجینئرنگ کیوں نہیں سیکھتے - امریکہ اور برطانیہ کے ڈاکٹر اعلیٰ تعلیم کے لئے دوسرے ممالک کا رخ کیوں نہیں کرتے - اس لئے کہ یہ فنون ان کی مادری زبان میں ہیں - افغانستان میں طالب علم پشتو زبان میں ڈاکٹری کی تعلیم حاصل کرتے تھے لیکن ایک خاص طبقہ نہیں چاہتا کہ علم و فن عام ہو جائے اگر یہ تمام علوم و فنون قومی اور علاقائی زبانوں میں ہوں تو باہر جانے کی ضرورت نہیں - اپنے ملک کے اندر بڑے بڑے ماہر فن پیدا ہوں گے - ہمارے ملک والے انگریزی زبان سے جتنے مرعوب ہیں اس کی مثال نہیں ملتی - بلکہ انگریزی تو قابلیت کا معیار بن چکا ہے جو زیادہ اچھی انگریزی بولتا اور لکھتا ہے اس کو سب سے بڑا عہدہ ملتا ہے -

آخر میں امریکہ اور کفار کے مذموم ارادوں کا خلاصہ بیان کرتا ہوں - یہ لوگ ہر قسم کے خطرناک اسلحہ سے لیس ہیں یہ اسلحہ وہ خود براہ راست نہ استعمال کرتے ہیں اور نہ کرسکتے ہیں کیونکہ کفار سب بزدل ہوتے ہیں لیکن مکاری اور عیاری میں سب سے آگے ہیں - سرد جنگ لڑتے ہیں اور دوسروں کو لڑا کر اپنے مذموم مقاصد کو پایہ تکمیل تک پہنچاتے ہیں - مسلم ممالک کو مستحکم ہونے نہیں دیتے اور ان کی اقتصادی حالت کو بدتر بنانے کی بھرپور اور سرتوڑ کوشش کرتے ہیں - مسلمانوں کو آپس کی خانہ جنگی اور [illegible] لاینحل مسائل میں الجھاتے ہیں تاکہ مسلم اقوام مادی ترقی کی طرف متوجہ نہ ہو - اب ملکوں پر قبضہ نہیں کرتے بلکہ سیاست اور

سانحہ ارتحال

مولانا محمد طاسین کا انتقال

مفتی ذاکر حسن نعمانی

ملک کے معروف ماہر معاشیات حضرت مولانا محمد طاسین صاحب 3 رمضان المبارک 1419ھ بمطابق 23 دسمبر 1998ء بروز بدھ کراچی میں انتقال کر گئے - مرحوم 1923ء میں ہری پور ضلع ہزارہ میں پیدا ہوئے - درس نظامی کی ابتدائی تعلیم صوبہ سرحد اور صوبہ پنجاب کے بعض مدارس میں حاصل کی - مزید تعلیم کے لئے دیوبند اور ڈابھیل تشریف لے گئے - فارغ التحصیل ہونے کے بعد جامعہ اسلامیہ امروٹ میں اعلیٰ درجات کو چار سال تک پڑھاتے رہے - تقسیم کے بعد دارالعلوم کراچی جامعۃ العلوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن میں پڑھاتے رہے - بنوری ٹاؤن میں درجہ تخصص کی کلاس کو مقدمہ ابن خلدون پڑھاتے تھے - جدید سماجی، معاشرتی اور سیاسی علوم بالخصوص معاشیات میں کافی دسترس حاصل تھی - مرکزی ادارہ تحقیقات اسلامی میں بحیثیت ریڈر ریسرچ سکالر کے تدریس اور تحقیق میں کچھ عرصہ مشغول رہے - اسی طرح اسلامی نظریاتی کونسل کے بھی ممبر رہ چکے تھے - کراچی یونیورسٹی اور کوئٹہ یونیورسٹی کے شعبہ عربی اور اسلامک سٹڈیز کے بورڈ آف اسٹڈیز کے تقریباً تیس سال تک ممبر رہے - اس طرح جو حضرات ایم فل اور پی ایچ ڈی کے لئے مقالات مختلف موضوعات پر لکھتے ان کی برابر رہنمائی کرتے تھے - اس کی وجہ یہ ہے کہ موصوف مجلس علمی کراچی کے سربراہ تھے - یہ مجلس علمی ڈابھیل (انڈیا) سے پاکستان منتقل ہوئی تھی - اس لائبریری کی راقم نے کئی بار زیارت کی ہے - بڑی قیمتی اور نادر کتب کا بہت بڑا اور انمول ذخیرہ اور خزینہ ہے -

میں نے جتنی لائبریریاں دیکھی ہیں ان سب میں مجھے یہ لائبریری ازحد پسند ہے - جی چاہتا ہے کہ بھرپور استفادہ کروں لیکن بعد مکانی بہت زیادہ ہے - مرحوم نے ذیل کی

تحقیق اور علمی کتابیں لکھی ہیں - (1) خطبات ماثورہ (2) مروجہ نظام زمینداری اور ا... (3) اسلام کی عادلانہ اقتصادی تعلیمات (4) سیرت طیبہ میں حکمت کا پہلو (5) سیرت ... سیاسی پہلو (6) سیرت محمدیہ کا معاشی پہلو (7) معاشی مساوات اور سیرت محمدیہ (8) عورتوں ... شہادت قرآن و حدیث کی روشنی میں (9) شوریٰ کا اسلامی تصور (10) عدل اجتماعی کا ا... تصور - مرحوم کے ساتھ حضرت مولانا مفتی غلام الرحمٰن مدظلہ کی معیت میں کئی ملا... ہوئی ہیں مجھے لکھنے کی ترغیب بھی دیا کرتے تھے -

مولانا محمد طاسین صاحب محدث وقت حضرت العلامہ مولانا محمد یوسف بنوری کے داماد تھے - مرتے دم تک مجلس علمی کی ذمہ داریاں آپ کے سپرد تھیں - مجلس علمی لائبریری کی سربراہی ہی آپ کی اصل پہچان تھی - آج کل آپ کے ہونہار بیٹے لائبریری ذمہ داری کو سنبھالے ہوئے ہیں - مرحوم کی وفات کے ساتھ ملک اور عالم اسلام ایک بڑے عالم سے محروم ہوگیا - اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ عالم اسلام کو آپ کا نعم البدل ... جائے اور مرحوم کو جنت الفردوس میں جگہ عطا فرما کر پسماندگان کو صبر اور اجر عطا فرما... ہمارا ادارہ العصر اور جامعہ عثمانیہ اس صدمہ جانکاہ میں برابر کا شریک ہے -

---

بقیہ صفحہ ۴۶

اقتصادیات پر قابض ہونا چاہتے ہیں - اپنے ہی ملک میں رہ کر تمام مسلم اقوام کی باگ ڈور اپنے ہاتھ میں لینا چاہتے ہیں - اس طرح وہ کسی ملک کو قبضہ کرنے کی بدنامی سے بھی بچ جاتے ہیں - الیکٹرانک میڈیا کے ذریعہ اپنے عقائد' خیالات' اخلاق اور تہذیب پوری دنیا کو سکھا رہے ہیں - ہر قسم کے مادی وسائل کو اپنے قبضہ میں لے رہے ہیں گویا وسائل کی جنگ ہے - اس لئے تمام مسلمانوں کو چاہئے کہ کفار کے ان ناپاک ارادوں کا مقابلہ کسی بھی طریقہ سے کریں یہ بہت بڑا جہاد ہے اگر اس جہاد کے لئے وسیع پیمانے پر اجتماعی منصوبہ بندی نہیں تو انفرادی سطح پر جو کچھ ہوسکے وہ کرنا چاہئے تاکہ عند اللہ مسئولیت سے بری الذمہ ہو جائیں -

Scanned with CamScanner

REGD.NO.P-402
MONTHLY AL ASR PESHAWAR

"جامعہ عثمانیہ پشاور" جیسے نوخیز دینی اور ترقی ادارے کے ساتھ آپ جیسے بے لوث خدام رابطہ آپ کی علم دوستی اور خدا ترسی کی دلیل ہے۔ خدا کرے کہ یہ نظر التفات حسن انتخاب ثابت آپ کو جامعہ کی خدمت کی نادر سرپرستی نصیب ہو۔

جناب عالی!

علمی دنیا کے اس طویل سفر میں جامعہ کا پروقار اور حوصلہ افزاء قدم اللہ تعالیٰ کے فضل و آپ جیسے بے لوث خدام دین کی توجہات کا نتیجہ ہے۔ بحمد اللہ موقوف علیہ تک وفاق کے نصاب درس نظامی کے جملہ درجات کی پڑھائی اور درجہ "تخصص فی الفقہ الاسلامی والافتاء" کا اجراء جامعہ ترقی کی دلیل ہے جبکہ موجودہ جگہ میں پندرہ کمروں کے دو منزلہ ہاسٹل کے اضافے کے علاوہ چراٹ روڈ خٹک نزد پبی پر چھپن کنال یعنی چودہ جریب زمین کا وقف، اس کی چار دیواری اور دو ہزار طلباء ماسٹر پلان کے مراحل سے گزرنا درخشاں مستقبل کی علامت ہے۔

جناب عالی!

آپ کے علم میں ہوگا کہ جامعہ کے تعلیمی اور تعمیراتی منصوبوں پر غور و خوض اور منظور دے کر اس پر عمل کروانے کے لئے فنی ماہرین، مخلصین رفقاء کار اور نامور علماء پر مشتمل ایک " مجلس شوریٰ" کے نام سے قائم ہے جس کا ہر سال باقاعدہ اجلاس بلا کر آئندہ قدم لینے کی منظوری ہے۔ آئندہ تعلیمی سال نمبر 7 کے لئے مجلس شوریٰ نے 11 اکتوبر 1998ء کے ساتویں سالانہ منعقد میں مزید دو اساتذہ درجہ موقوف علیہ کے اجراء اور موجودہ ایک سو تیس کی فہرست میں تیس مزید اضافہ کا فیصلہ کیا ہے جس کی بناء پر تعمیرات، کتب کی خریداری، تنخواہ، بجلی، مطبخ اور دیگر اخراجات مجموعی طور پر 2811080 لاکھ (اٹھائیس لاکھ گیارہ ہزار اسی روپے) کے مجوزہ بجٹ کی منظوری دی ہے

اگرچہ انسانی سوچ کے مطابق ایک ایسے ادارے کے لئے جس کے مستقل ذرائع آمدنی بوجھ ناقابل تحمل ہے لیکن قادر مطلق کی قدرت کاملہ کو مد نظر رکھتے ہوئے اس میں کوئی مشکل کرے کہ قسام ازل نے آپ کی حلال آمدنی میں اس عظیم دینی مشن کی سربلندی اور کامیابی ہونے کے لئے کچھ حصہ مقرر کیا ہو جس کی طرف توجہ دینا آپ کا فریضہ ہے۔ اس لئے جامعہ اور دیگر عطیات کا بہترین مصرف سمجھتے ہوئے اپنی توجہات کی فہرست میں جگہ دے کر کسی اہم موقع نہ فرمائیں۔ خوداور زیر اثر حلقہ میں جامعہ کے ساتھ تعاون کی ترغیب دلانے میں آپ "الدال الخیر کفاعلہ" یعنی نیکی کی رہبری خود نیکی ہے کا ثواب کما سکتے ہیں

اللہ تعالیٰ ہمارا اور آپ کا

آپ کا خیر اندیش

مفتی غلام الرحمٰن

مہتمم جامعہ

جامعہ کا اکاؤنٹ نمبر

716 - یونائیٹڈ بینک سنہری مسجد روڈ پشاور صدر

ترسیل زر کا پتہ :- مہتمم جامعہ عثمانیہ پشاور پوسٹ بکس نمبر 1209
- عثمانیہ کالونی نوتھیہ روڈ پشاور صدر صوبہ سرحد پاکستان

Scanned with CamScanner